﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد21

جمعۃ المبارک04/ جولائی 2014ء

07/رمضان 1435 ہجری قمری ❁ 04/وفا 1393 ہجری شمسی

شمارہ27

افطاری

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ نمازِ مغرب سے قبل تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو پکی ہوئی کھجوروں سے روزہ افطار کرتے۔ اگر کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الصیام، حدیث:2358)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

مَیں سچ کہتا ہوں کہ اس وقت یورپ دوشرکوں میں مبتلا ہے۔ایک تو مُردہ کی پرستش کر رہا ہے اور جو اس سے بچے ہیں اور مذہب سے آزاد ہوگئے ہیں وہ اسباب کی پرستش کر رہے ہیں اور اس طرح یہ اسباب پرستی مرض دق کی طرح لگی ہوئی ہے اور یورپ کی تقلید نے اِس ملک کے نوجوانوں اور نوتعلیم یافتہ لوگوں کو بھی ایسی مرض میں مبتلا کر دیا ہے۔

جب ایک راستباز بندہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور وفاداری کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ کر فنافی اللہ ہوجاتا ہے اور کمال درجہ کی نیستی ظہور پاتی ہے اُس وقت وہ ایک نمونہ خدا کا ہوتا ہے اور حقیقی طور پر وہ اس وقت کہلاتا ہے اَنْتَ مِنِّیْ۔ یہ خداتعالیٰ کا فضل ہے جو دُعا سے ملتا ہے

دُعا اپنی زبان میں بھی کر سکتے ہو بلکہ چاہیے کہ مسنون اَدعیہ کے بعد اپنی زبان میں آدمی دُعا کرے

دُعا نماز کا مغز اور رُوح ہے اور رسمی نماز جب تک اس میں رُوح نہ ہو کچھ نہیں۔اور رُوح کے پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ گریہ وبکا اور خشوع وخضوع ہو اور یہ اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی حالت کو بخوبی بیان کرے اور ایک اضطراب اور قلق اس کے دل میں ہو

مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس وقت خدا تعالیٰ کا پاک اور خوشنما چہرہ دُنیا کو نظر نہ آتا تھا اور وہ اب مجھ میں ہو کر نظر آئے گا اور آ رہا ہے کیونکہ اُس کی قدرتوں کے نمونے اور عجائباتِ قدرت میرے ہاتھ پر ظاہر ہو رہے ہیں

’’بُت پرستوں کا شرک تو موٹا ہوتا ہے کہ پتھر بنا کر پوجا کرتے ہیں یا کسی درخت یا کسی اور شئے کی پرستش کرتے ہیں اس کو تو ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ یہ باطل ہے۔ یہ زمانہ اس قسم کی بُت پرستی کا نہیں ہے بلکہ اسباب پرستی کا زمانہ ہے۔اگر کوئی بالکل ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہے اور سُست ہوجاوے تو اس پر تو خدا کی لعنت ہوتی ہے لیکن جو اسباب کو خدا بنا لیتا ہے وہ بھی ہلاک ہوجاتا ہے۔مَیں سچ کہتا ہوں کہ اس وقت یورپ دوشرکوں میں مبتلا ہے۔ایک تو مُردہ کی پرستش کر رہا ہے اور جو اس سے بچے ہیں اور مذہب سے آزاد ہوگئے ہیں وہ اسباب کی پرستش کر رہے ہیں اور اس طرح یہ اسباب پرستی مرض دِق کی طرح لگی ہوئی ہے اور یورپ کی تقلید نے اِس ملک کے نوجوانوں اور نوتعلیم یافتہ لوگوں کو بھی ایسی مرض میں مبتلا کر دیا ہے۔وہ اب سمجھتے ہی نہیں ہیں کہ ہم اسلام سے باہر جا رہے ہیں اور خدا پرستی کو چھوڑ کر اسباب پرستی کے دِق میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ یہ دِق دور نہیں ہوسکتی اور اس کا کوئی علاج نہیں ہوسکتا جب تک انسان کے دل میں خدا کی ایک نالی نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے فیض اور اثر کو اس تک پہنچاتی ہے اور یہ نالی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان ایک منکسر النفس ہوجائے اور اپنی ہستی کو بالکل خالی سمجھ لے جس کو فنا نظری کہتے ہیں۔

فنا کی دو قسمیں ہیں۔ایک فنا حقیقی ہوتی ہے جیسے وُجودی مانتے ہیں کہ سب خدا ہی ہیں۔ یہ تو بالکل باطل اور غلط ہے اور یہ شرک ہے۔لیکن دوسری قسم فنا کی فنا نظری ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ایسا شدید اور گہرا تعلق ہو کہ اس کے بغیر ہم کچھ چیز ہی نہیں ہیں۔اللہ تعالیٰ کی ہستی میں ہستی ہو باقی سب ہیچ اور فانی۔ یہ فنا اتم کا درجہ توحید کے اعلیٰ مرتبہ پر حاصل ہوتا ہے اور توحید کامل ہی اس درجہ پر ہوتی ہے۔جو انسان اس درجہ پر پہنچتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں کچھ ایسا کھویا جاتا ہے کہ اس کا اپنا وجود بالکل نیست ونابود ہوجاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے عشق اور محبت میں ایک نئی زندگی حاصل کرتا ہے جیسے ایک لوہے کا ٹکڑا آگ میں ڈالا جاوے اور وہ اس قدر گرم کیا جاوے کہ سُرخ آگ کے انگارے کی طرح ہوجاوے۔ اُس وقت وہ لوہا آگ ہی کے ہم شکل ہوجاتا ہے۔اسی طرح پر جب ایک راستباز بندہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور وفاداری کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ کر فنافی اللہ ہوجاتا ہے اور کمال درجہ کی نیستی ظہور پاتی ہے اُس وقت وہ ایک نمونہ خدا کا ہوتا ہے اور حقیقی طور پر وہ اس وقت کہلاتا ہے اَنْتَ مِنِّیْ۔ یہ خداتعالیٰ کا فضل ہے جو دُعا سے ملتا ہے۔ یاد رکھو دُعا جیسی کوئی چیز نہیں ہے اِس لیے مومن کا کام ہے کہ ہمیشہ دُعا میں لگا رہے اور اس استقلال اور صبر کے ساتھ دُعا کرے کہ اس کو کمال کے درجہ تک پہنچا دے۔ اپنی طرف سے کوئی کمی اور دقیقہ فروگذاشت نہ کرے اور اس بات کی بھی پروانہ کرے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا بلکہ ؎ گر نباشد بدوست راہ بُردن شرطِ عشق است در طلب مُردن

جب انسان اس حد تک دُعا کو پہنچاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس دُعا کا جواب دیتا ہے جیسا کہ اُس نے وعدہ فرمایا ہے: اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المومن:61) یعنی تم مجھے پکارو مَیں تمہیں جواب دوں گا اور تمہاری دُعا قبول کروں گا۔حقیقت میں دُعا کرنا بڑا ہی مشکل ہے۔جب تک انسان پورے صدق و وفا کے ساتھ اور صبر اور استقلال سے دُعا میں لگا نہ رہے تو کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں جو دُعا کرتے ہیں مگر بڑی بے دِلی اور عجلت سے چاہتے ہیں کہ ایک ہی دن میں اُن کی دُعا مثمر بہ ثمرات ہوجاوے حالانکہ یہ امر سنّت اللہ کے خلاف ہے۔اس نے ہر کام کے لئے اوقات مقرر فرمائے ہیں اور جس قدر کام دنیا میں ہو رہے ہیں وہ تدریجی ہیں۔اگرچہ وہ قادر ہے کہ ایک طرفۃ العین میں جو چاہے کردے اور ایک کُنْ سے سب کچھ ہوجاتا ہے۔مگر دُنیا میں اُس نے اپنا یہی قانون رکھا ہے۔اس لیے دُعا کرتے وقت آدمی کو اس کے نتیجہ کے ظاہر ہونے کے لیے گھبرانا نہیں چاہیے۔

یہ بھی یاد رکھو دُعا اپنی زبان میں بھی کر سکتے ہو بلکہ چاہیے کہ مسنون اَدعیہ کے بعد اپنی زبان میں آدمی دُعا کرے کیونکہ اس زبان میں وہ پُورے طور پر اپنے خیالات اور حالات کا اظہار کر سکتا ہے اِس زبان میں وہ قادر ہوتا ہے۔دُعا نماز کا مغز اور رُوح ہے اور رسمی نماز جب تک اس میں رُوح نہ ہو کچھ نہیں۔اور رُوح کے پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ گریہ وبکا اور خشوع وخضوع ہو اور یہ اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی حالت کو بخوبی بیان کرے اور ایک اضطراب اور قلق اس کے دل میں ہو اور یہ بات اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک اپنی زبان میں انسان اپنے مطالب کو پیش نہ کرے۔غرض دعا کے ساتھ صدق اور وفا کو طلب کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت میں وفاداری کے ساتھ فنا ہو کر کامل نیستی کی صورت اختیار کرے۔اس نیستی سے ایک ہستی پیدا ہوتی ہے جس میں وہ اِس بات کا حقدار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے کہے کہ اَنْتَ مِنِّیْ۔اصل حقیقت اَنْتَ مِنِّیْ کی تو یہ ہے اور عام طور پر ظاہر ہی ہے کہ ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے ہے۔ اب اس کے بعد ایک اور حصہ اس الہام کا ہے جو وَ اَنَا مِنْکَ ہے۔پس اس کی حقیقت سمجھنے کے واسطے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ایسا انسان جو نیستی کے کامل درجہ پر پہنچ کر ایک نئی زندگی اور حیاتِ طیبہ حاصل کر چکا ہے اور جس کو خدا تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا ہے اَنْتَ مِنِّی۔جو اس کے قرب اور معرفتِ الٰہی کی حقیقت سے آشنا ہونے کی دلیل ہے اور یہ انسان خدا تعالیٰ کی توحید اور اُس کی عزت وعظمت اور جلال کے ظہور کا موجب ہوا کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ایک عینی اور زندہ ثبوت ہوتا ہے۔اس رنگ سے اور اس لحاظ سے گویا خدا تعالیٰ کا ظہور اس میں ہو کر ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ظہور کا ایک آئینہ ہوتا ہے۔اس حالت میں جب اس کا وجود خدا نما آئینہ ہو اللہ تعالیٰ اُن کے لیے یہ کہتا ہے وَ اَنَا مِنْکَ ایسا انسان جس کو اَنَا مِنْکَ کی آواز آتی ہے اُس وقت دُنیا میں آتا ہے جب خدا پرستی کا نام ونشان مِٹ گیا ہوتا ہے۔اس وقت بھی چونکہ دُنیا میں فسق وفجور بہت بڑھ گیا ہے اور خدا شناسی اور خدا رسی کی راہیں نظر نہیں آتی ہیں اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے اور محض اپنے فضل وکرم سے اُس نے مجھ کو مبعوث کیا ہے تا میں اُن لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ سے غافل اور بیخبر ہیں اس کی اطلاع دوں اور نہ صرف اطلاع بلکہ جو صدق اور صبر اور وفاداری کے ساتھ اس طرف آئیں انہیں خدا تعالیٰ کو دکھلا دوں۔اس بناء پر اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کیا اور فرمایا۔اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکَ۔اعتراض کرنے کا کیا ہے جب طبیعت میں فساد اور ناپاکی ہو تو وہ نیکی کی طرف آنا کب پسند کرتی ہے بلکہ خلافِ طبع سمجھ کر اس سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔میرے اس الہام کی سچائی کا ثبوت اس پر اعتراض ہی ہیں۔اگر خدا تعالیٰ کا انکار اور دہریت بڑھی ہوئی نہ ہوتی تو کیوں اعتراض کیا جاتا۔میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس وقت خدا تعالیٰ کا پاک اور خوشنما چہرہ دُنیا کو نظر نہ آتا تھا اور وہ اب مجھ میں ہو کر نظر آئے گا اور آ رہا ہے کیونکہ اُس کی قدرتوں کے نمونے اور عجائباتِ قدرت میرے ہاتھ پر ظاہر ہو رہے ہیں۔جن کی آنکھیں کھلی ہیں وہ دیکھتے ہیں مگر جو اندھے ہیں وہ کیونکر دیکھ سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اس امر کو محبوب رکھتا ہے کہ وہ شناخت کیا جاوے اور اُس کی شناخت کی یہی راہ ہے کہ مجھے شناخت کرو۔یہی وجہ ہے کہ میرا نام اس نے خلیفۃ اللہ رکھا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ۔اس میں آدم میرا نام رکھا ہے۔یہ حقیقت اس الہام کی ہے۔اب اس پر بھی کوئی اعتراض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دکھا دے گا کہ وہ کہاں تک حق پر ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 3 تا 6۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

میرے دل میں اس ایسوسی ایشن کے لئے غیر معمولی محبت اور عزت کے جذبات ہیں کیونکہ آپ نے نہ صرف ضرورت مند انسانوں تک جسمانی اور مادی سہولیات بہم پہنچائی ہیں بلکہ وہ راہ بھی آسان کر دی ہے جس پر چل کر یہ لوگ روحانی روشنی بھی حاصل کر رہے ہیں اور ان کا خلیفہ وقت سے براہ راست تعلق بھی قائم ہو گیا ہے۔

نوجوانوں کے جماعت احمدیہ اور خلافت احمدیہ کے ساتھ مخلصانہ تعلق کا نتیجہ ہے کہ وہ یہاں بھی اخلاص و وفا کی اعلیٰ مثالیں قائم کر سکے ہیں

یہ ایسوسی ایشن ایک نہایت اہم فریضہ انسانیت کی خدمت اور ضرورتمندوں کی مدد کرنے کا بھی بخوبی نبھا رہی ہے

مجھے افریقہ میں چند سال رہنے کا تجربہ ہے اور مَیں پانی کی قدر و قیمت اور بطور خاص پینے کے لئے صاف پانی کی اہمیت بخوبی سمجھ سکتا ہوں

کسی کو ہرگز یہ خیال نہ گزرے کہ افریقہ کے دور دراز دیہات میں بسنے والے، جن کی اکثریت ناخواندہ ہے، دوسرے احمدیوں جیسے محبت کے جذبات اور احساسات سے عاری ہیں۔ یہ سب لوگ بھی بالکل اسی طرح محبت اور وفا کے جذبات سے لبریز ہیں

یہ عالمی ایسوسی ایشن برائے احمدی ماہرین تعمیرات و انجینئرز ہمارے شکریہ اور دعاؤں کی بھی حقدار ہے جو اِن دُور افتادہ علاقوں میں بسنے والے محروم لوگوں تک صرف جسمانی پانی ہی مہیا نہیں کر رہی ہے جو اُن کی پیاس بجھانے کا باعث ہے، بلکہ روحانی لحاظ سے انہوں نے احمدیوں کی روحانی پیاس کے بجھانے کا بھی سامان کیا ہے

IAAAE کے یورپین چیپٹر کے سالانہ سمپوزیم کے موقع پر انگریزی زبان میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا اردو ترجمہ

فرمودہ 22 فروری 2014ء بروز ہفتہ بمقام ناصر ہال، بیت الفتوح لندن

(خطاب کا اردو ترجمہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

مجھے IAAAE کے سالانہ پروگرام کے انعقاد پر بہت خوشی محسوس ہو رہی ہے جس میں انگلستان اور یورپ میں بسنے والے احمدی انجینئر اور آرکیٹیکٹ شامل ہیں۔ اسی طرح مجھے یقین ہے کہ IAAAE کے توسط سے دنیا کے مختلف ممالک میں متفرق خدمات کے سلسلہ میں سفر کرنے والے رضا کاران میں سے بھی بہت سے لوگ یہاں موجود ہوں گے۔

گو یہ ایسوسی ایشن خاصی پرانی ہے مگر کچھ عرصہ تک اس ایسوسی ایشن کا دائرہ عمل نہایت محدود تھا کیونکہ اس کا کام مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر اور تزئین تک محدود تھا اور ایسے منصوبے بھی عام طور پر صرف یورپ تک محدود تھے۔ لیکن سال 2003ء سے یہ ایسوسی ایشن ایک نئی روح کے ساتھ مصروف عمل ہے اور انتظامی ڈھانچہ میں تبدیلی کے بعد سے نئے نوجوانوں کے لئے مواقع بڑھے ہیں کہ اپنی پیشہ ورانہ مہارت اور صلاحیتوں کو بروئے کار لاسکیں اور ان نوجوانوں کے جماعت احمدیہ اور خلافت احمدیہ کے ساتھ مخلصانہ تعلق کا نتیجہ ہے کہ وہ یہاں بھی اخلاص و وفا کی اعلیٰ مثالیں قائم کر سکے ہیں۔ جب بھی مَیں نے نوجوانوں یا مختلف رضا کاران کو، خواہ وہ انجینئر تھے یا نہیں، افریقہ یا دنیا کے کسی خطہ میں بھی جانے کا کہا، ان کو خدمت کے لئے ہمہ وقت حاضر پایا اور ہمیشہ ان کو روانگی سے قبل ملاقات کے دوران خدا تعالیٰ کی حمد و شکر کے جذبات سے لبریز دیکھا۔ خوشی، اخلاص اور وقف کی روح ان کے چہروں سے عیاں ہوتی ہے۔ اللہ کرے کہ اخلاص و وفا کی یہ روح ان میں ترقی کرتی چلی جائے اور اس ایسوسی ایشن سے منسلک ہونے والے پیشہ ورانہ ماہرین اور رضا کاران کی تعداد ہمیشہ بڑھتی رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ امر میرے لئے باعث مسرت ہے کہ اسی طرح اس ایسوسی ایشن کے توسط سے احمدی طلباء اور پیشہ ورانہ ماہرین نے اپنے متعلقہ شعبہ جات میں باقاعدہ تحقیقی مضامین پیش کرنے شروع کئے ہیں۔ مزید برآں یہ امر بھی خوشی کا موجب ہے کہ اب یہ ایسوسی ایشن پیشہ ورانہ مہارت رکھنے والے بعض غیر احمدیوں سے بھی قریبی روابط قائم کر چکی ہے جس کا ذکر آپ مکرم اکرم احمدی صاحب کی رپورٹ میں سن چکے ہیں۔ ان روابط کی وجہ سے اب غیر احمدی ماہرین اپنے علم و تجربہ میں اس ایسوسی ایشن کے ارکان کو بھی بخوشی شامل کرتے ہیں یوں وہ اس ایسوسی ایشن کے مقاصد اور کوششوں میں مددگار بن رہے ہیں۔ اسی طرح غیر احمدی افراد کے شائع کردہ بعض تعلیمی و تحقیقی مضامین بھی یہاں پیش کئے گئے ہیں تاکہ IAAAE کے ممبران بھی استفادہ کرسکیں۔ یوں ہمارے احمدی انجینئرز اور ماہرین تعمیرات کے علم اور تجربہ میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ مضامین زیر تعلیم نوجوان احمدیوں کے لئے بھی بطور خاص سودمند ہیں۔

الغرض اس ایسوسی ایشن کے غیر احمدی ماہرین اور تنظیموں سے باقاعدہ روابط احمدی ممبران کے علم میں اضافہ اور مزید بہتر کارکردگی کا موجب ہیں۔ IAAAE کو غیروں سے باہمی روابط قائم کرنے کا یہ مثبت اور ضروری قدم بہت پہلے اٹھا لینا چاہئے تھا کیونکہ یہ عمل ہمارے احمدی طلباء میں علمی تحقیق کی جستجو پیدا کرنے کا موجب ہے اور اسی طرح مجھے امید ہے کہ یہ اقدام ہمارے احمدی طلباء میں سے بعض کے لئے اپنے اختیار کردہ متعلقہ شعبہ میں اعلیٰ درجہ کی تعلیم و تحقیق کی طرف راہنمائی کا باعث بنے گا کیونکہ اس ایسوسی ایشن کا کام اب صرف نئی مساجد یا مشن ہاؤسز کے نقشے بنانے اور انکی تعمیر تک محدود نہیں رہا ہے، گو یہ کام بھی اس کے مفید ترین پہلوؤں میں سے ایک ہے اور اس ایسوسی ایشن کی مہارت اور نگرانی کی وجہ سے جماعت احمدیہ تعمیرات کے مختلف منصوبوں کے دوران ایک غیر معمولی رقم بچانے میں کامیاب رہی ہے۔

جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ ہمارے رضا کاران دنیا کے مختلف ممالک میں متفرق منصوبوں کے لئے سفر کرتے ہیں اور ان میں سے یقیناً بعض انگلستان یا یورپ میں مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر پر کام بھی کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ ایسوسی ایشن ایک نہایت اہم فریضہ انسانیت کی خدمت اور ضرورت مندوں کی مدد کرنے کا بھی بخوبی نبھا رہی ہے۔ مثلاً اس ایسوسی ایشن نے افریقہ میں ہزاروں کی تعداد میں پانی کے نلکے لگائے ہیں یا ان کی مرمت و بحالی کا کام کیا ہے جو قبل ازیں حکومتوں یا این جی اوز (NGOs) نے لگائے تھے اور ناکارہ ہو چکے تھے جیسا کہ آپ لوگ اکرم احمدی صاحب کی رپورٹ میں سن چکے ہیں۔ یوں اس ایسوسی ایشن نے ان دور دراز علاقوں میں پانی کی فراہمی کا سامان کر دیا ہے جہاں پہلے پانی میسر نہ تھا اور یہ انسانیت کی سچی خدمت ہے۔ اپنے گھروں کی دہلیز پر پانی کی فراہمی پر خوشی ان کے چہروں سے عیاں ہوتی ہے۔ مقامی لوگوں کو گویا ان کے تمام خواب شرمندۂ تعبیر ہو گئے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مجھے افریقہ میں چند سال رہنے کا تجربہ ہے جس کی وجہ سے میں پانی کی قدر و قیمت اور بطور خاص پینے کے لئے صاف پانی کی اہمیت بخوبی سمجھ سکتا ہوں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ چھوٹے بچے ایک یا دو میل دور سے پانی کے بڑے بڑے برتن سر پر اٹھائے لا رہے ہیں جبکہ افریقہ کے پسماندہ خطوں میں یہ سب کچھ آج بھی جاری و ساری ہے۔ مجھے بھی بعض دفعہ دس میل دور سے پانی لانا پڑتا تھا اور میں اپنے روزمرہ استعمال کے لئے پانی کے ڈرم بھر کر پک اَپ ٹرک میں رکھتا اور واپس لاتا تھا۔ اب جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ جس نے پانی کے لئے اتنی مشقت اٹھائی ہو وہی پانی کی اصل قدر کو سمجھ سکتا ہے اور آج کی ترقی یافتہ دنیا کی آسائشوں میں پلنے والے پانی کی اصل قدر و قیمت سے ناآشنا ہیں۔

دنیا کے ترقی پذیر ممالک میں تاحال ایسے لوگ موجود ہیں جن کو پانی کے لئے میلوں سفر کرنا پڑتا ہے جبکہ یہاں ترقی یافتہ دنیا میں لوگوں کو صرف ٹونٹی کھولنے سے ہی وافر پانی حاصل ہو جاتا ہے، وہ تیز شاور (shower) کا لطف اٹھاتے ہیں اور انہیں ٹھنڈے اور گرم پانی دونوں تک آسان رسائی ہے۔ لیکن جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ وہ لوگ جن کو روزانہ کی بنیاد پر پانی کے لئے مشقت اٹھانی پڑتی ہے وہ باآسانی جان سکتے ہیں کہ پانی کیسی قیمتی شئے ہے۔ افریقہ جانے والے ہمارے اکثر رضا کار اِن تجربات سے گزر بھی چکے ہیں اور اس طرح ان کو بھی اب پانی کی قدر بہتر طور پر سمجھ آگئی ہوگی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس یہ واضح ہے کہ پانی کی دستیابی ہی اپنی ذات میں ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور دنیا کو پانی کی کمی درپیش ہے۔ اسی وجہ سے ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ عوام کی توجہ کے لئے جگہ جگہ

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر305

مکرم محمد عامر ہتہات صاحب

’’مَیں فکر وتدبر کی دنیا کو خیر باد کہنے کے بعد ہر قسم کے اخلاق اور انسانی اقدار سے بہت دور مادی دنیا اور اس کی چکاچوند میں غرق ہو کر رہ گیا تھا۔اس کی وجہ اس زمانہ کے علماء کی دینی اور اخلاقی حملوں کے سامنے پسپائی اور شیطانی طاقتوں کے بالمقابل بے بسی ہے۔اس قسم کے روحانی قحط کے ایام میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے میرے دل میں پاکیزہ سوچوں اور پاک خیالات کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر پیدا کر دیا ہے۔ان پاکیزہ افکار کے جوش کی وجہ سے اس تحریر کے وقت بھی میرے ہاتھ کانپ رہے ہیں۔مَیں اپنے آپ کو نہایت ہی خوش قسمت تصور کر رہا ہوں۔ایسے لگتا ہے کہ مَیں علم ومعرفت اور روحانیت کے کسی ایسے سمندر میں تیر رہا ہوں جس میں ڈوبنے کا کوئی خوف نہیں ہے۔‘‘

یہ مکرم محمد عامر ہتہات صاحب کا پہلا خط ہے جو انہوں نے 2008ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تحریر کیا تھا۔آیئے دیکھتے ہیں کہ اخلاص ومحبت اور ایمان ویقین کی منزل تک پہنچنے کے لئے انہیں کن کن مراحل سے گزرنا پڑا۔

مکرم محمد عامر ہتہات صاحب لکھتے ہیں:

میرا تعلق الجزائر سے ہے جہاں میری پیدائش 1977ء میں ایک سنی گھرانے میں ہوئی۔ہم مالکی مذہب کے پیروکار تھے۔اور دنیاوی لحاظ سے میں نے اقتصادیات میں ڈگری کی ہوئی ہے۔

سرخ دِہائی

اہلِ ’’الجزائر‘‘ اسلام سے شدید محبت کرنے والے اور اپنے دین ووطن کی خاطر قربانیاں دینے والے ہیں۔لیکن وہابی اور سلفی متشددانہ عقائد نے سب کچھ بدل کے رکھ دیا اور ایسا کشت وخون ہوا کہ 90ء کی دِہائی کو سرخ دِہائی کا نام دیا گیا۔اس میں جہاں حکومتی کارندوں، پولیس اور فوج نے ملکی دفاع میں جانیں دیں وہاں دینی جوش رکھنے والے نوجوانوں کو خلافت کے قیام کے وعدے دے کر ابھارا گیا اور افسوس کہ نور کے متلاشی یہ نوجوان تاریک راہوں میں مارے گئے۔

اس وقت مذکورہ بالا متشددین کی اکثریت جو خواب دیکھ رہی تھی اسکی تصویر کچھ یوں بنتی ہے کہ بیت المقدس پر یہودی قبضہ ہے جو تمام حدود کو پار کر چکا ہے اس لئے امتِ مسلمہ اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے ہیں۔لیکن اسرائیل کو قوت وحمایت فراہم کرنے کی خاطر اس کے حلیفوں نے عالمِ اسلام کو چھوٹی بڑی حکومتوں میں تقسیم کر دیا ہے جو مسلمانوں کی عالمی وحدت میں روک ہیں۔لہذا اگر ان حکومتوں کو ختم کر دیا جائے تو عالم اسلام متحد ہو جائے گا اور ایسی حالت میں ہر طرح کا غلبہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔لہذا اس منزل تک پہنچنے کا راستہ اپنی حکومتوں کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرنا اور اعلان جہاد کرنا ہے۔

یہ خواب تھا لیکن افسوس کہ اس خواب سے بیداری اس وقت ہوئی جب ہمارے دامن اپنے ہی خون سے تر ہو چکے تھے۔لیکن الحمدللہ کہ الجزائر میں صلح کی تحریک چلی اور مظلوموں کی دعائیں سنی گئیں اور امن وامان قائم ہوا۔

ٹھنڈی ہوا کا جھونکا

اس سانحے کے بعد بہت سے ایسے خواب دیکھنے والے سیاست کو خیر باد کہہ کر اپنی نجی زندگی میں مصروف ہو گئے۔مَیں بھی ان میں سے ایک تھا۔مَیں نے ایک چھوٹی سی تجارتی کمپنی کی بنیاد رکھی لیکن ابھی کام شروع ہی کیا تھا کہ میرا سر قرضوں کے بوجھ تلے دب کے رہ گیا۔رفتہ رفتہ حالت یہاں تک پہنچی کہ نہ کوئی دعا کارگر ہوئی، نہ کسی دوا نے کام کیا۔ہر لحاظ سے مایوس ہونے کے بعد ایک روز میں نے اپنے تمام سٹورز کو تالا لگایا،فون اور دیگر ہر طرح کے رابطے کے ذرائع بند کئے اور گھر میں آ کر بستر پر ڈھیر ہو گیا۔میں جسمانی اور روحانی طور پر تھک چکا تھا۔میں چند لمحوں کے لئے ان فکروں سے آزاد ہونا چاہتا تھا۔شاید اسی کا نام حقیقت سے آنکھیں چرانا ہے۔بہرحال مجھے سکون کی تلاش تھی خواہ وہ چند لمحوں کے لئے ہی ہو۔جب ایسی حالت میں مَیں بستر پر لیٹا تو ٹی وی چل رہا تھا۔اچانک ٹی وی پر جاری پروگرام میں ہونے والی بات میرے کانوں میں پڑی اور مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے ایک پرسکون جھیل میں کسی نے کنکر پھینک دیا ہو۔میں نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو دو باریش شخص ٹوپیاں پہنے ہوئے پروگرام ’’نظرات فی الفکر الإسلامی‘‘ پیش کر رہے تھے۔یہ دوست مکرم محمد شریف عودہ صاحب اور مکرم ہانی طاہر صاحب تھے اور گفتگو کا موضوع تھا کہ قرآن کریم ناسخ ومنسوخ سے پاک ہے۔ان کی باتیں اور دلائل اس قدر دل میں اترنے والے تھے کہ پروگرام سننے کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ قرآن کریم آیاتِ ناسخہ ومنسوخہ سے پاک ہے۔روحانی ومادی حالات کی لُو میں جھلسنے والے میرے جسم اور روح کے لئے یہ پروگرام کسی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے سے کم نہ تھا۔مَیں نے روزانہ یہ ٹی وی چینل دیکھنا شروع کر دیا اور بالآخر انشراح صدر کے ساتھ مَیں نے اپنے قریبی دوستوں کو کہنا شروع کر دیا کہ قرآن کریم ناسخ ومنسوخ سے پاک ہے،جنّوں کا تصور محض وہم اور وساوس کی پیداوار ہے،خدا آج بھی بولتا ہے،جہاد کا تصور وہ نہیں جو بعض متشدد لوگوں نے پھیلایا ہے۔وغیرہ وغیرہ۔لیکن افسوس کہ لوگوں نے میرے بارہ میں طرح طرح کی باتیں کیں اور کسی نے میری بات پر کان نہ دھرا۔

بیعت

میں نے سوچا کہ حق واضح ہو چکا ہے اور مجھے بیعت کر لینی چاہئے لہذا میں نے جنوری 2008ء میں بیعت فارم ارسال کر دیا۔ازاں بعد جب میں نے لوگوں کی مسلسل بے اعتنائی اور تمسخرانہ رویہ دیکھا تو میرا شجرۂ یقین بھی شکوک کی آندھیوں کی زد میں آنے لگا۔خدا کا شکر ہے کہ میں شک کو سوال بنا کر اس کا شافی جواب تلاش کرنے لگا اور اس میں کامیاب ہو گیا۔اس کی ایک مثال یہاں پیش کر دیتا ہوں۔

شک سے یقین تک

میرے دل میں خیال گزرا کہ جماعت کا مرکز برطانیہ میں ہے جس کا اسرائیل کے قیام میں بہت بڑا کردار ہے۔نیز افراد جماعت احمدیہ کے اکثر خطابات انگریزی زبان میں ہوتے ہیں۔ایسے میں عربوں کے لئے اٹھنے والی اس جماعت کی آواز کبابیر سے اٹھتی ہے جو کہ اسرائیل کے زیر تسلط علاقے میں ہے۔ان قرائن سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ یہ جماعت بیت المقدس اور ہماری مقبوضہ اراضی پر اسرائیلی تسلط جاری رکھنے کی کوئی سازش ہے۔

یہ سوچ کر میں نے مکرم محمد شریف عودہ صاحب سے میسنجر کے ذریعہ بات کی اور کہا کہ آپ اسرائیل میں کیوں رہ رہے ہیں؟ انہوں نے کسی قدر سختی سے جواب دیا کہ سارے عرب اپنی زمین چھوڑ کر یا بیچ کر یہاں سے بھاگ گئے ہیں اور باہر جا کر اپنی زمین حاصل کرنے کی رٹ لگائی ہوئی ہے۔کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم بھی ان کی طرح اپنی زمین چھوڑ کر یہاں سے چلے جائیں؟

ان کی یہ بات سن کر شرم سے میرا سر جھک گیا اور مَیں نے کہا کاش میں نے یہ سوال نہ کیا ہوتا۔کیونکہ شریف صاحب کے لہجہ کی شدت اور صدقِ کلام نے میرا سینہ چاک کر کے رکھ دیا تھا۔

ان کی بات سن کر مَیں نے خود کلامی میں کہا کہ ہمیں خدا کے سامنے اپنے گناہ کا اعتراف کر لینا چاہئے کہ ہم نے خود ہی اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے۔ہم نے اپنے ہاتھوں سے اپنی عزت اور اپنا ملک وزمین بیچ دی اور آج ہر جگہ ذلت ورسوائی ہمارا مقدر بنی ہوئی ہے۔جہاں تک دینی حالت کا تعلق ہے تو وہاں بھی ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ اور طریق سے دور جا پڑے ہیں۔ایسے میں واپسی کا جو راستہ احمدیت دکھاتی ہے وہی منزل مقصود تک لے جا سکتا ہے۔

درد کا درمان اور دکھ کا مداوا

حق کی تلوار نے شکوک کے تمام ریشوں کو کاٹ دیا۔اب مجھے میرا ارسال کردہ بیعت فارم یاد آیا۔میں نے بیعت کا جواب ایک دکان کے فیکس نمبر پر ارسال کرنے کی درخواست کی تھی لیکن شکوک کے یقین میں بدلنے میں کئی ماہ لگ گئے۔اس لئے مجھے معلوم نہ تھا کہ میری بیعت قبول ہوئی یا نہیں۔یہ سوچتے ہی میرے قدم اس دکان کی طرف بڑھنے لگے۔وہاں پہنچا تو دیکھا کہ چند نوجوان موسیقی پر رقص کر رہے ہیں۔میں نے سلام کیا تو انہوں نے احتراماً موسیقی بند کر دی۔میں نے پوچھا کہ میرے نام کی کوئی فیکس تو نہیں آئی؟ ان میں سے ایک نے کہا آپ کا نام محمد ہتہات ہے؟ اثبات میں میرے جواب کے بعد وہ ایک ڈبہ کی طرف گیا اور کچھ دیر کے بعد میرا خط ڈھونڈ لایا۔مجھے خط پکڑاتے ہوئے اس نے کہا کہ یہ تو کئی ماہ سے یہاں پڑا ہے اور میں نہ جانے کیوں اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ سنبھال سنبھال کے رکھتا پھر رہا ہوں۔

جب میں نے یہ خط پڑھا تو خوشی میرے تن بدن سے پھوٹنے لگی۔یہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے قبولِ بیعت کا خط تھا۔جب میں یہ خط ہاتھ میں لے کر وہاں سے چلا تو دل میں رضا وتسکین اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔میں سڑک کے اردگرد گھروں کے رہنے والوں کو، گاڑیوں کے سواروں کو، اور پیدل چلنے والے راہگیروں کو نہایت حیرت ودکھ بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔چنانچہ ایسے میں مَیں نے حضور انور کا خط ہاتھ میں لے کر دوسرے ہاتھ کی انگلی اٹھا کر ان تمام لوگوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کر دیا کہ یہ (یعنی بیعت) تمہارے تمام دکھوں کا مداوا ہے، یہ تمہارے دردوں کا درمان اور امراض کی شفا ہے۔لیکن کچھ دیر کے بعد ہی مجھے احساس ہو گیا کہ اس جم غفیر میں مَیں اکیلا ہوں۔اللہ تعالیٰ نے مجھے اکیلا نہیں رہنے دیا بلکہ میرے دل کی تمناؤں اور تضرعات کو سنا اور مجھے احمدی احباب سے ملا دیا۔

جماعتی علوم پر اطلاع پانے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ قبول احمدیت سے قبل میری عبادات، میرے خیالات، مسائل کے حل کے لئے میری آراء سب کچھ غیر مفید تھا کیونکہ احمدیت نے مجھے صحیح اور مکمل اسلامی ضابطہ حیات عطا کر دیا تھا جس کی بنا پر روحانی وجسمانی رفعتوں اور منازل کی تعیین ممکن ہو گئی تھی۔میرے وساوس مٹ گئے اور خدا کی ردائے ہدایت نے مجھے ڈھانپ لیا تھا۔

مسیح موعودؑ کو ان کے کلام سے پہچانو

مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح مقام کا عرفان حاصل ہوا۔

پھر جب مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ’’اعجاز المسیح‘‘ پڑھی تو عظیم فلسفہ کی ایک بے مثال کان سے آشنائی ہوئی۔میں سب شک، استہزاء اور تکبر کرنے والوں سے کہتا ہوں کہ مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں جاننا چاہتے ہو تو آپ کا عربی کلام پڑھ لو جو معجزات اور عظیم روحانی خزائن پر مشتمل ہے۔

خدائی چشموں سے سیرابی

آج مادہ پرستی اور فاسد خیالات کی ترویج نے دجال کا روپ دھار کر وحدانیت کے دعویداروں کو شرک میں مبتلا کر رکھا ہے۔امت اسلام ستّر سے زائد فرقوں میں بٹ گئی ہے جو حقد، نفرت اور تکفیر کے گڑھوں میں غوطے کھاتے ہوئے بلا سوچے سمجھے مذہب کے نام پر ایک دوسرے کا قتل عام کر رہے ہیں۔یہ سب اسی شراب خانے کے رند ہیں جن کے ساقیوں کے تن پر جبّے اور سر پر بڑے بڑے عمامے ہیں، مسجد ومنبر کو انہوں نے پیٹ بھرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔ان کی اسی حالت کی اصلاح کے لئے ہی تو اللہ تعالیٰ نے مصلح الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے جس نے تمام فاسد خیالات اور اوہام باطلہ سے ہماری جان چھڑا دی اور خدا اور اس کے رسول کی محبت کی وہ شراب پلائی جس کی ہماری روحوں کو ضرورت تھی۔ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے ہی ان مدہوش حال اور پراگندہ خیال لوگوں سے کہتے ہیں کہ:

شَرِبْنَا مِنْ عُیُوْنِ اللّٰہِ مَاءً ا
بِوَحْیٍ مُشْرِقٍ حَتّٰی رَوَیْنَا
رَأَیْنَا مِنْ جَلَالِ اللّٰہ شَمْسًا
فَاٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا یَقِیْنًا

ہم نے خدا کے چشموں سے ایک پانی پیا، جو روشن وحی کا پانی ہے یہانتک کہ ہم سیراب ہو گئے۔ہم نے خدا کی بزرگی کا ایک آفتاب دیکھا،پس ہم ایمان لائے اور یقین کے ساتھ تصدیق کی۔ (حقیقۃ الوحی)

کاش کہ ہماری قوم بھی حقیقت کو پہچاننے والی آنکھ پا جائے اور کاش کہ حق کو سننے کے لئے ان کے بھی کان کھلیں۔

(باقی آئندہ)

اُسوہ کامل

(تقریر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرمودہ 26 نومبر 1933ء برموقع جلسہ سیرۃ النبیؐ بمقام قادیان)

(تیسری و آخری قسط)

غرضیکہ جسمانی اور روحانی دونوں حالتوں میں بھی آپؐ کی ربوبیت کو عام پاؤ گے۔ یہودیوں میں سُود منع ہے۔ مگر باہم غیروں سے وہ لے لیتے ہیں 22۔ آپؐ نے سُود کو منع فرمایا مگر سب کے لیے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ اگر کسی مسکین کو حاجت ہے تو اُسے سُود پر روپیہ دینا ظلم ہے گویا جسمانی طریق پر بھی آپؐ نے امتیاز نہیں رکھا۔ گو افسوس ہے کہ مسلمانوں میں بعض لوگ ایسے پیدا ہوگئے جو غیروں سے دھوکا جائز سمجھتے ہیں۔ بعض مولویوں نے فتویٰ دے رکھا ہے کہ کافر سے سُود لینا جائز ہے۔ حالانکہ جب کوئی شخص رحم کا محتاج ہے تو خواہ وہ کسی قوم کا ہو اُس پر رحم کرنا چاہیے اور دھوکا وفریب اگر بُرا ہے تو سب کے ساتھ۔ یہ نہیں کہ غیروں کے ساتھ اسے جائز سمجھا جائے۔

حضرت خلیفہ اوّل سنایا کرتے تھے کہ میں نے ایک شخص کو اٹھنّی دی کہ چار آنے کی فلاں چیز لے آؤ۔ وہ تھوڑی دیر کے بعد چیز لے آیا اور اٹھنّی بھی ساتھ ہی آپ کو واپس کر دی اور کہنے لگا آج کافر کو خوب دھوکا دیا۔ میں نے اُس سے چار آنے نقد اور چار آنے کی چیز لے لی۔ اور پھر اُس سے کہا کہ فلاں چیز تمہارے پاس ہے تو دکھاؤ۔ یہ کوئی ایسی چیز تھی جو عام طور پر دُکاندار اندر رکھتے ہیں وہ اندر سے لانے کے لیے گیا مگر اٹھنّی صندوقچی کے اندر رکھنا بُھول گیا اور میں نے اٹھا کر جیب میں ڈال لی۔ تو بعض مسلمان اسے جائز سمجھتے ہیں مگر یہ اسلام کی تعلیم ہرگز نہیں۔ اسلامی تعلیم تو یہی ہے کہ سب کے ساتھ عدل وانصاف کرو۔ دنیوی معاملات میں یہ امتیاز نہ ہونا چاہیے۔

اِس کے علاوہ آپؐ نے نسلی امتیاز کو مٹایا۔ عیسائیوں کے گرجوں میں امراء وغرباء کی کُرسیاں علیحدہ علیحدہ ہوتی ہیں، ہندوؤں میں کوئی اچھوت ہے اور کوئی برہمن، یہودیوں میں کوئی بنی ہارون اور کوئی بنولاوی۔ مگر آپ نے فرمایا کہ نسلی امتیاز کوئی شئے نہیں۔ تم میں سے جو نیکی کرے وہ بڑا ہے 23 اور جو شریر ہو، جھوٹ بولے اور بُرے اعمال کرے، وہ خواہ کسی قسم سے ہو وہ بُرا ہے۔ مضمون تو یہ سارے مذاہب کی جزئیات پر حاوی ہے مگر اِس جگہ صرف اشارات ہی کئے جاسکتے ہیں کیونکہ مغرب کا وقت ہو چکا ہے۔

پھر رحمانیت آتی ہے اِس کے معنے یہ ہیں کہ جو چیز اُس نے پیدا کی ہے اُس کے استعمال کے سامان اور ذرائع بھی مہیا کر دیئے۔ اس کے ماتحت ہم دیکھتے ہیں کہ کیا غیر مستحق کے کام کو چلانے کے لئے بھی آپؐ نے کوئی سامان کیا ہے یا کام کرنے سے پہلے اُس کے چلانے کے لئے آپؐ نے کوئی انتظام کیا ہے؟ اِس ضمن میں پہلی بات یہ یاد رکھنی چاہیئے کہ کَسَبْ کے بغیر جو چیز ملتی ہے وہ الہام ہے۔ آپؐ کے زمانہ میں الہام کا دروازہ بند تھا اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ وحی کا دروازہ اب بند ہے اور الہام پہلوں پر ختم ہو چکا آئندہ نسلوں کے لئے اسے پانے کی کوئی اُمید نہ تھی۔ آپؐ نے انسانوں کے احساسات کا خیال کیا اور بتایا کہ الہام کا دروازہ اب بھی کھلا ہے۔ اگر کسی انسان کے اندر کسی چیز کے پانے کی اہلیت اور فطرت ہو مگر اُسے خیال ہی نہ ہو کہ یہ چیز مجھے مل سکتی ہے تو وہ اُس کے لئے کیا کوشش کرے گا۔ کسی کے گھر میں خزانہ ہو مگر اُسے کوئی علم تک نہ ہو تو اس سے اس کو کیا فائدہ ہوگا۔ پس قوتیں تو سب میں موجود ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہر دماغ میں الہام پانے کی قابلیت رکھی ہے۔ مگر یہ ملتا اُمید اور توکل کے نتیجہ میں ہے۔ اور آپ نے ساری دنیا کے اندر اسکی امید پیدا کی کہ اُس کے لئے اب بھی الہام کا دروازہ کھلا ہے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ الہام کے لئے اُمید اور توکل ہی دروازہ ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہی اُس سے سلوک کرتا ہے۔ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ 24 یعنی میرا بندہ میرے متعلق جیسا گمان کرتا ہے میں اس سے ویسا ہی سلوک کرتا ہوں۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ الہام کا دروازہ بند ہے تو میں بھی کہتا ہوں کہ اچھا بند ہی سہی۔ اور اگر وہ کہتے ہیں کہ ہم خدا سے مل کر رہیں گے تو ہم بھی کہتے ہیں کہ اچھا آؤ مل لو۔ آپ نے یہ روحانی امید دلائی اور توکل کا دروازہ کھول دیا۔

جسمانی طور پر بھی اِس کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ سب مذاہب نے صدقہ وخیرات کا حکم دیا ہے مگر جب تک ایک نظام کے ماتحت یہ کام نہ ہو مکمل نہیں ہوسکتا۔ ہر کوئی کہہ دے گا کہ اچھا دیدیں گے۔ کب دیں گے؟ کیا دیں گے؟ اِس کے متعلق کوئی علم نہیں۔ مگر رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق ایسے قوانین دیئے ہیں کہ ہر وہ شخص جس میں طاقت اور استطاعت ہے مجبور ہے کہ اُن محتاجوں کے لئے جن کے کام کرنے کے سامان نہیں ہر سال ایک مقررہ رقم ادا کرے جو ایک جگہ جمع ہو اور جو جملہ محتاجوں میں تقسیم کر دی جائے۔ اِس طرح غرباء کو اوپر اٹھایا جائے اور یہ بھی رحمانیت کے ماتحت کام ہے۔ وقت نہیں ورنہ اگر اِس کی تفصیلات بیان کی جائیں تو معلوم ہو کہ آپؐ نے اِس سے کس طرح چوری، ڈاکہ اور فسادات وغیرہ کا دروازہ بند کر دیا ہے۔

تیسری صفت رحیمیت ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ کام کا اعلیٰ سے اعلیٰ بدلہ دیا جائے۔ اچھے لوگ ہمیشہ ایک دوسرے کے احسانات کا بدلہ دیا کرتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص دوسرے کو کہتا ہے جناب والا! تو وہ کوشش کرے گا کہ جواب میں اِس کا بدلہ ادا کرے۔ اس لئے کہے گا آیئے تشریف لایئے، سر آنکھوں پر آیئے۔ ایک کہتا ہے آپ بہت اچھے آدمی ہیں۔ دوسرا کہتا ہے میں کیا ہوں آپ کا مقابلہ مَیں کسی طرح نہیں کر سکتا۔ مگر یہ تہذیب اِسی حد تک ہے کہ اپنا نقصان نہ ہو۔ جب ذاتی نقصان کا موقع ہو تو سب کچھ بھول جاتا ہے۔ دہلی والے میرزا صاحب کہلاتے ہیں اور لکھنوی میر صاحب۔ اور دونوں تہذیب اور وضع داری میں مشہور ہیں۔ کہتے ہیں کہ کسی موقع پر ایک لکھنوی میر صاحب اور دہلوی مرزا صاحب سٹیشن پر اکٹھے ہوگئے۔ اب دونوں نے خیال کیا کہ اپنی تہذیب کا پوری طرح مظاہرہ کرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ دوسرا بدتہذیب سمجھے اور اس لئے گاڑی کے سامنے کھڑے ہو کر میر صاحب کہہ رہے ہیں کہ حضرت میرزا صاحب! سوار ہو جیئے اور ساتھ جھکتے بھی جاتے ہیں۔ اور میر صاحب اِس سے بھی زیادہ جُھک کر کہہ رہے ہیں کہ آپ تشریف رکھیئے میں ناچیز پیش قدمی کرنے کا حقدار نہیں۔ لوگ گاڑی میں سامان لادتے اور بیٹھتے جاتے ہیں۔ مگر یہ دونوں دروازے کے سامنے کھڑے اپنی تہذیب کے جوہر دکھا رہے ہیں۔ لیکن جونہی گاڑی نے سیٹی بجائی ایک نے دوسرے کو وہ دھکّا دیا کہ کمبخت! آگے سے نہیں ہٹتا گھسنے بھی دیگا یا نہیں۔ تو جہاں قربانی کا موقع آتا ہے سب تہذیب دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔

مگر رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے نقصان اُٹھا کر ایک بدلہ رحیمیّت کا دیا ہے۔ ہر نبی نے آپ کے متعلق پیشگوئی کی ہے اور کہا ہے کہ ایک ایسا شخص آئے گا اور لوگوں نے اُن سے فائدہ اُٹھایا ہوگا۔ اوّل تو اسلام کی تعلیم کو دیکھ کر مسلمان ہونے والوں کے مقابلہ میں اُن لوگوں کی تعداد جو ایسی پیشگوئیوں کی وجہ سے ایمان لائے بہت ہی کم ہے۔ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم اور حسنِ اخلاق سے جن لوگوں کو کھینچا اُن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مگر پھر بھی آپ نے اپنا نقصان کر کے اِس کا بدلہ ادا کیا ہے۔ کیونکہ اگر اِس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ پہلے انبیاء بھی راستباز تھے تو یہ جھگڑا پیدا ہو جاتا ہے کہ پھر آپ کی کیا ضرورت تھی؟ اگر آپ یہ کہہ دیتے کہ پہلے سب چور اور بٹمار تھے اور میں نبی ہوں کیونکہ دنیا کو ایک نیک راہ نما کی ضرورت تھی تو آپ کے لئے بہت آسانی رہتی۔ مگر نہیں۔ آپؐ نے اِس احسان کا بدلہ دینے کے لیے فرمایا کہ اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ 25 ان نبیوں کے کہنے سے تو شاید وہ اَب بیس یا سَو دوسَو لوگ ہی داخلِ اسلام ہوئے ہوں گے مگر آپؐ نے کروڑہا انسانوں سے ان کی تقدیس منوادی اور اِس طرح اِس معمولی سے احسان کا اتنا شاندار بدلہ دیا اور خود نقصان اُٹھا کر دیا۔ خود ان کی قوموں نے اُن پر اعتراض کئے مگر آپ نے ان کو دُور کیا اور فرمایا کہ ان میں عیب ظاہر کرنے والا خود عیبی ہے۔

انبیاء کی جماعتوں میں پہلے ہمیشہ غرباء ہی داخل ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہرقل نے بھی ابوسفیان سے یہی پوچھا تھا کہ اَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوْا اَمْ ضُعَفَاءُ ھُمْ 26 مگر جب جماعت قائم ہو جاتی ہے اور روپیہ وغیرہ آنے لگے تو اُن کے رشتہ دار مالک بن بیٹھتے ہیں اور آپس میں بانٹ لیتے ہیں۔ مگر آپؐ نے فرمایا کہ جو اموال آئیں میری اولاد خواہ غریب ہی ہو اُس کا ان پر کوئی حق نہ ہوگا۔ 27 غرباء نے دین کی خدمت کی تھی اور یہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم پر کوئی احسان نہ تھا۔ ظاہر میں وہ بے شک آپ کی مدد کرتے تھے مگر اصل میں یہ اُن کی اپنی جانوں کی مدد تھی۔ مگر پھر آپؐ نے اُن کی اِس برائے نام امداد کا اِس قدر لحاظ کیا کہ فرمایا کہ ہم اپنی اولاد کا حق بھی خواہ وہ غریب ہی کیوں نہ ہو ان کو دیتے ہیں۔

چوتھی صفت اس میں مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ 28 بیان کی گئی ہے۔ اور مالک وہ ہوتا ہے جو اپنی چیز کا پہلے سے فکر کرے۔ نوکر تو کہہ دے گا دیکھا جائے گا مگر مالک تمام باتوں کا پہلے سے خیال کرے گا کہ کوئی جھگڑا نہ پیدا ہو۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم روحانی طور پر اِس طرح مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ٹھہرے کہ جتنی غلطیاں انسان سے سرزد ہوسکتی ہیں اُن سے روکنے کے طریق بتائے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں ایک جج چوری کرنے والے کو سزا دے دیتا ہے۔ مگر اُن وجوہ کو ناپید کرنے کے لئے کوئی انتظام نہیں کرتا جو چوری کا باعث ہوتی ہیں۔ باقی مذاہب نے یہ تعلیم تو دی ہے کہ شرارت کرنے والے کو سزا دی جائے مگر آپؐ نے شرارت کا دروازہ بند کیا ہے۔ ایک طرف آپ نے استغناء پیدا کیا اور فرمایا حریص نہ ہو۔ پھر اِس خیال سے کہ غریب احتیاج کے باعث کسی چوری وغیرہ پر مجبور نہ ہو جائے زکوٰۃ اور صدقات کا انتظام فرمایا۔ بعض مذاہب نے حکم دیا ہے کہ بدکاری نہ کرو مگر آپؐ نے حکم دیا کہ بدنظری نہ کرو 29 جو بدکاری کا اصل باعث ہے۔ اور پھر ضرورت کے نہ پورا ہوسکنے کی صورت میں انسان کو بداخلاقی سے بچانے کے لئے چار تک شادیوں کی اجازت دی 30۔ گویا جج والا نہیں بلکہ مالک والا معاملہ کیا۔ کوئی مالک یہ نہیں کرتا کہ نوکر میرے جانوروں کو مارے گا تو اُسے سزا دوں گا بلکہ وہ اُسے پہلے سے روکتا ہے کہ جانوروں پر سختی نہ کرنا۔ آپ چونکہ صفتِ مالک کے مظہر تھے اِس لئے ہم سے زیادہ ہماری خیر خواہی کرتے تھے۔ ایک صحابی دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو جاگتے تھے۔ آپؐ نے انہیں منع کیا اور فرمایا کہ تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے، ہمسایہ کا حق ہے اور لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ 31 یعنی تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے۔ گویا جس طرح مالک نوکر کو کہتا ہے کہ میرے گھوڑے کو تیز مت چلاؤ اِس طرح آپؐ نے بھی کہا۔

یہ مضمون اِس قدر وسیع ہے کہ اِس وقت اشارات کے سوا کچھ بیان کرنا ناممکن ہے اور یہ چاروں صفات آپ کے اندر ایسے طور پر پائے جاتے ہیں کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کامل، اکمل بلکہ مکمل انسان تھے یعنی دوسروں کو بھی کامل بنانے والے۔ پس ہر انسان جو خوبی اور حسن کو دیکھنے والا ہے اُسے ان کی قدر کرنی چاہیے۔

آخر میں مَیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ جس غرض کے لیے ہم نے یہ دن قائم کیا ہے یعنی مختلف اقوام میں محبت و اُلفت پیدا کرنا، وہ اِس سے پوری طرح حاصل ہو۔ لوگوں کے اندر حسن کو دیکھنے کی عادت اور اہلیت پیدا ہو۔ حُسنِ ظاہری کو تو سب دیکھتے ہیں مگر اصلی حسن کو دیکھنے والے بہت کم ہیں۔ اعلیٰ صداقت اور اعلیٰ اخلاق کو کوئی نہیں دیکھتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے مظہر یعنی انبیاء پیدا کئے تھے لوگوں میں انہیں دیکھنے کی عادت نہیں۔ اللہ تعالیٰ اِس حالت کو دور کر دے تا لوگ اُس کے نور کو دیکھ سکیں۔ اور ہندو، سکھ، عیسائی، زرتشتی سب میں محبت پیدا ہو۔ وہ انبیاء کے حسن کو دیکھ سکیں۔ ہر قوم میں جو اچھے نمونے ہیں اُن سے سبق حاصل کر سکیں۔ بدھؑ، کرشنؑ اور زرتشتؑ غرضیکہ سب انبیاء کی زندگی میں ایسے واقعات ہیں جن سے مسلمان سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ حُسن پیدا کیا ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ وہ لوگوں کو توفیق دے کہ اِس سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم تو سب کے لیے مطاع اور سب کی خوبیوں کے جامع ہیں۔ لیکن ان کے نمونے ہر قوم میں ہیں۔ پس ہر حسن کو دیکھو اور ہر نیکی پر نگاہ ڈالو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کو صلح کا شہزادہ کہا گیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ لوگوں کو توفیق دے کہ وہ اِس بات کو سمجھ سکیں کہ صلح کا یہی رستہ ہے۔ اور ہمیں بھی توفیق دے کہ دنیا میں صلح وآشتی پیدا کر سکیں اور ہر قسم کی ٹھوکروں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

(ناشر بک ڈپو تألیف واشاعت قادیان دسمبر 1933ء)

حوالہ جات

22: استثناء باب 23 آیت 20,19

23: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات:14)

24: بخاری کتاب التوحید باب قول اللّٰہ تعالیٰ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّبَدِّلُوْا کَلٰمَ اللّٰہِ

25: فاطر:25

26: بخاری کتاب بدء الوحی بَاب کیفَ کَانَ بَدءُ الْوَحی اِلیٰ رَسُوْل اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم

27: بخاری کتاب الزّکٰوۃ باب مایُذْکَرُ فی الصَّدَقَۃِ لِلنّبیِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاٰلِہٖ

28: الفاتحۃ:4

29: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ۔ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ (النور:32-31)

30: فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ (النساء:4)

31: مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 200 (مسند عبداللہ بن عمروؓ) مطبوعہ بیروت 1978ء

خطبہ جمعہ

جلسے کئی آدم پیدا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ لوگوں کی حالتوں میں تبدیلی پیدا کر کے نئی زمینیں اور نئے آسمان بنا رہا ہے۔

غیرت دکھانی ہے تو دین کی غیرت ہونی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف کوئی چلانے کی کوشش کرے تو وہاں غیرت دکھانی چاہئے

آپ لوگ خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جلسے کے موقع عطا فرمائے ہوئے ہیں

پاکستان کے احمدیوں کو اگر جلد ان مشکلات سے نکلنا ہے تو پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا چاہئے

اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری یہ ہے کہ جلسے کے پروگراموں سے بھرپور فائدہ اٹھائیں

ان جلسوں کا مقصد بھی عملی اصلاح ہے

دل کا سجدہ یہ ہے کہ اپنے وجود سے دست بردار ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دو

اگر کوئی بدبخت ایمان ضائع کرنے والا ہوتا ہے تو سینکڑوں خوش قسمت ایمان لانے والے بھی ہوتے ہیں

ایک زمانہ تھا کہ جب شہروں کے مقابلے ہوتے تھے۔ اب تو ملکوں کے مقابلے ہوتے ہیں

مہمانوں کی خدمت کرنے والوں کو آج بھی اللہ تعالیٰ کے وَسِّعْ مَکَانَکَ کے حکم کو پورا کرنے کے لئے اپنے دلوں کو مہمانوں کے لئے وسیع کرنا ہوگا

سکیورٹی کے مسائل اب ہر جگہ ہیں اس لئے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے

مہمان نوازی کے پیشِ نظر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام "وَسِّعْ مَکَانَکَ" اور اس کے لطیف معانی کا تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 13 ؍ جون 2014ء بمطابق 13 احسان 1393 ہجری شمسی بمقام کالسروئے۔ جرمنی

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج جرمنی کا جلسہ سالانہ اس خطبہ کے ساتھ شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسے کی حاضری میں ہر سال اضافہ ہوتا ہے۔ امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس سال بھی ہوگا اور ہونا چاہئے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس کی بار بار جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ تمام احمدیوں کو اس جلسہ میں شامل ہونا چاہئے۔ پس جس طرح جماعت کی تعداد بڑھ رہی ہے جلسے کی حاضری بھی بڑھنی چاہئے اور اس کی خاطر تکلیف اٹھا کر بھی لوگوں کو آنا چاہئے۔ آپ لوگ خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جلسے کے موقع عطا فرمائے ہوئے ہیں۔ پاکستان میں جلسے پر پابندی ہے تو وہاں کے احمدی بے چین ہو جاتے ہیں کہ کاش یہ پابندیاں ختم ہوں تو ہم بھی جلسے منعقد کریں اور ان مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کریں جو جلسے کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائے ہیں۔ ہم بھی ان دعاؤں کے حاصل کرنے والے بنیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے میں شامل ہونے والوں کے لئے کیں۔ یہاں بعض مہمان عورتیں بھی اور مرد بھی پاکستان سے آئے ہوئے ہیں جو مجھے ملے ہیں، روتے ہوئے بعض کی ہچکی بندھ جاتی ہے کہ ہم ان نعمتوں سے محروم ہیں۔ یہ دعا کریں کہ ہمیں بھی یہ نعمتیں ملیں۔

بہرحال جیسا کہ ہمیشہ کہتا ہوں کہ پاکستان کے احمدیوں کو اگر جلد ان مشکلات سے نکلنا ہے تو پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ جلد فضل کے سامان پیدا فرمائے۔ ظالموں کے ظلم اور دشمنوں کی مخالفتوں سے ہمیں نجات دے۔ یہ سب کچھ دعاؤں سے ہونا ہے۔ یہ چیز حاصل کرنے کا اس کے علاوہ اور کوئی ہتھیار نہیں۔ بہرحال میں آپ لوگوں سے جو یہاں رہنے والے ہیں یہ کہہ رہا تھا کہ آپ خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے یہ سامان پیدا فرمائے کہ جلسے منعقد کرتے ہیں۔ ہر طرح کے اجتماعات کرتے ہیں۔ ہر سطح پر اجلاسات منعقد کرتے ہیں۔ پس اس بات پر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں اور شکر گزاری یہ ہے کہ جلسے کے پروگراموں سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ جلسہ کے دنوں میں بھی اور پھر بعد میں بھی جو نیک باتیں یہاں دیکھیں اور سنیں انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے کا مقصد صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرنا اور فقط دین کو چاہنا بتایا ہے۔ (ماخوذ از شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395)

یعنی ہر شخص جو جلسہ میں شامل ہوتا ہے اس نیت سے شامل ہونے کے لئے آئے کہ تھوڑی بہت مشکلات، تکلیفیں اگر برداشت بھی کرنی پڑیں تو کر لیں گے اور کوئی بے صبری کا کلمہ منہ سے نہیں نکالیں گے کہ ہم سے یہ سلوک ہوا اور وہ سلوک ہوا۔ اول تو عموماً یہاں ڈیوٹی دینے والے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جن میں کمی ہے انہیں مَیں دوبارہ یاد دہانی کروا دیتا ہوں کہ صبر سے اور برداشت سے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنے فرائض ادا کریں اور ساتھ ہی شاملین جلسہ سے بھی میں کہوں گا کہ یہاں جلسہ پر آنا صرف اس مقصد کے لئے ہونا چاہئے کہ اس نے یا آپ نے دین سیکھنا ہے اور اس ماحول میں اپنی روحانی ترقی کے سامان کرنے ہیں۔ اور پھر اس روحانی ترقی میں اپنی نسلوں کو بھی شامل کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس درد کو ہمیشہ محسوس کرتے رہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''مَیں بار بار کہتا ہوں کہ آنکھوں کو پاک کرو اور ان کو روحانیت کے طور سے ایسا ہی روشن کرو جیسا کہ وہ ظاہری طور پر روشن ہیں۔'' فرمایا: ''انسان اس وقت سوجاکھا کہلا سکتا ہے جب کہ باطنی رؤیت یعنی نیک وبد کی شناخت کا اس کو حصہ ملے اور پھر نیکی کی طرف جھک جائے۔'' فرمایا: ''نجات انہی کو ہے کہ جو دنیا کے جذبات سے بیزار اور بری اور صاف دل تھے۔'' فرمایا کہ ''جب تک دل فروتنی کا سجدہ نہ کرے صرف ظاہری سجدوں پر امید رکھنا طمع خام ہے۔ جیسا کہ قربانیوں کا خون اور گوشت خدا تک نہیں پہنچتا صرف تقویٰ پہنچتی ہے ایسا ہی جسمانی رکوع وسجود بھی ہیچ ہے جب تک دل کا رکوع وسجود وقیام نہ ہو۔'' فرمایا کہ ''دل کا قیام یہ ہے کہ اس کے حکموں پر قائم ہو اور رکوع یہ کہ اس کی طرف جھکے اور سجدہ یہ کہ اس کے لئے اپنے وجود سے دست بردار ہو۔''

پھر آپ نے یہ بھی دعا دی کہ ''خدا تعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کرکے ان کے دل اپنی طرف پھیر دے۔'' (شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 397-398)

پس ہماری عملی اصلاح کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعائیں ہیں۔ یہ دلی جذبات ہیں۔ یہ درد ہے۔ اور ان جلسوں کا مقصد بھی یہی عملی اصلاح ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ موقع عطا فرمایا ہے کہ ان تین دنوں میں اپنی عملی اصلاح کے جائزے بھی لیتے رہیں اور اس طرف توجہ بھی دیں۔ ہمارے یہ معیار اس وقت قائم ہوں گے جب ہم ایک فکر کے ساتھ اس کی کوشش کریں گے۔ آپ علیہ السلام کا ایک ایک فقرہ اور ایک ایک لفظ درد انگیز اور ہمیں ہلا دینے والا ہے۔

فرمایا اپنی روحانی آنکھوں کو اس طرح روشن کرو جس طرح تمہاری یہ مادی آنکھیں روشن ہیں۔ ہماری آنکھوں کو ذرا سی تکلیف پہنچے تو ہمیں بے چین کر دیتی ہے۔ فوراً ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں۔ آنکھوں کی ذرا سی دھندلاہٹ ہمیں پریشان کرتی ہے۔ اس کے لئے ہم کتنا تردد کرتے ہیں۔ ہر ایسی چیز سے اپنی آنکھوں کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں جو ہماری نظر پر اثر ڈالنے والی ہو۔ برا اثر ڈالنے والی ہو۔ کیا یہی کوشش ہم اپنی روحانی آنکھ کی روشنی اور اس کو صحت مند رکھنے کے لئے کرتے ہیں؟ ان تین دنوں میں اگر ہم توجہ بھی دے رہے ہوں تو اس کے بعد باہر جا کر ہم پھر ایسے کاموں میں ملوث ہو جاتے ہیں جو ہماری روحانیت پر منفی اثر ڈالتے ہیں۔ پس روحانی آنکھ کی روشنی چند دنوں کی بات نہیں بلکہ یہ تین دن تو اس روشنی کے قائم رکھنے کے لئے علاج کے طور پر ہیں۔ اگر اس علاج کے بعد پھر بے احتیاطی ہو گی تو روحانی آنکھ کی روشنی متاثر ہو گی۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ حقیقی سوجاکھا وہی ہے جو نیک و بد میں پہچان کرنے والا ہو اور پھر جب پہچان ہو جاوے تو نیکی کی طرف جھک جاوے۔ پھر وہ نیکیاں سرزد ہوں جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور ان نیکیوں میں جہاں خدا تعالیٰ کی عبادت ہے وہاں خدا تعالیٰ کی مخلوق کا حق بھی ہے۔

اب ایک مثال دیتا ہوں۔ ایک حق جس کو ادا نہ کرنے کی وجہ سے جماعت میں پریشانی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ جس کی عدم ادائیگی نے نہ صرف گھروں میں بے سکونی پیدا کی ہوئی ہے بلکہ کئی لڑکیاں جو پاکستان سے یا کئی دوسری جگہوں سے شادی ہو کر یہاں آتی ہیں ان کو اپنے گھروں سے دوری نے بھی انتہائی تکلیف میں مبتلا کیا ہوا ہے۔ پھر پاکستان میں جو اُن کے ماں باپ ہیں ان کی پریشانی کی وجہ سے ان کی نیندیں الگ اڑ رہی ہیں۔ گو بعض لڑکوں سے بھی یہ زیادتیاں ہو رہی ہیں اور لڑکی یا لڑکی کے ماں باپ یہ زیادتیاں کر رہے ہیں۔ ماں باپ کا کردار ان زیادتیوں میں زیادہ ہے۔ لیکن مرد پھر بھی مرد ہونے کی وجہ سے اپنے نقصان کو پورا کرنے کی کوشش کر لیتا ہے۔ گو تکلیف سے ہی سہی لیکن اس کا یہ وقت گزر ہی جاتا ہے لیکن عورت کو تو معاشرے کی نظریں بھی تکلیف دے رہی ہوتی ہیں۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا پیچھے بیٹھے ہوئے اس کے والدین الگ پریشان ہو رہے ہوتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں کو جو جان بوجھ کر بلاوجہ صرف اپنی ذاتی اناؤں کی وجہ سے ایسی حرکتیں کر رہے ہوں چاہے کوئی بھی فریق ہو انہیں خدا کا خوف کرنا چاہئے۔ پھر بعض دفعہ عہدیدار بھی خدا کا خوف نہیں کرتے اور غلط طرف داریاں کر کے اس ظلم میں شامل ہو جاتے ہیں۔ پس خدا کا خوف رکھتے ہوئے ہر ایک کو اپنے آپ کو روحانی بیماریوں سے بچانے کی ضرورت ہے۔ آپ نے

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

فرمایا کہ نجات انہی کو ہے جو دنیا کے جذبات سے بیزار اور بری اور صاف دل ہیں۔

پس ان درد بھرے الفاظ پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ کیا ہمارے دل دنیا کے جذبات سے بیزار ہیں یا دنیاوی جذبات ہمیں اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہیں؟ کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم ہر قسم کی برائیوں سے بچے ہوئے ہیں؟ کوئی ہمارے حقیقی عمل کو جانتا ہے یا نہیں جانتا۔ ہم کیا کرتے ہیں یہ کسی کو پتا ہے یا نہیں پتا لیکن کیا خدا کو حاضر ناظر جان کر ہم اپنے آپ کو ہر قسم کی گندگیوں اور دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے بچا کر خدا تعالیٰ کی نظر میں بری کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا ہمارے دل خدا تعالیٰ کے حق ادا کرنے اور اس کی مخلوق کے حق ادا کرنے میں صاف ہیں؟ یا کم از کم ہم انہیں حتی المقدور صاف رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ اور اس کوشش کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد بھی مانگ رہے ہیں؟ اگر نہیں تو ہماری حالت قابل فکر ہے۔ کیا ہمارے سجدے فروتنی اور عاجزی کے سجدے ہیں؟ فروتنی کا سجدہ وہ ہے جو اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کو حاصل کرنے کے لئے کیا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوتا ہے۔ ظاہری سجدوں کا حال تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرما دیا کہ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ (الماعون:5)۔ کہ ظاہری سجدے کرنے والے نمازیوں پر ہلاکت ہے۔ خدا نہ کرے خدا نہ کرے کہ ہم میں سے کوئی خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بن کر ہلاکت میں پڑے لیکن خدا تعالیٰ بے نیاز ہے۔ ہمیشہ اس کے خوف کی ضرورت ہے۔ پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ وہ قیام اور رکوع و سجود ہمیں کرنے چاہئیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں جن کے نمونے قائم کروانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے تھے۔ آپ نے وضاحت بھی فرما دی کہ قیام رکوع وسجود ہیں کیا؟ کس طرح کئے جا سکتے ہیں؟ فرمایا دل کا قیام یہ ہے کہ اس کے حکموں پر قائم ہو۔ دل کا قیام اس وقت ہو گا جب اللہ تعالیٰ کے حکموں پر قائم ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کون سے ہیں وہ حکم ہیں جو قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں اور قائم ہونا یہ ہے کہ ان کو اس مضبوطی سے پکڑے رکھنا کہ کبھی نہ گریں۔ نہ آپ گریں نہ آپ سے وہ دور ہو جائیں۔ کبھی ان کا سہارا نہ چھوٹے۔ کبھی انہیں تخفیف کی نظر سے نہ دیکھیں۔ دل کا رکوع یہ ہے کہ ہر معاملے میں خدا تعالیٰ کے حضور جھکے۔ کوئی دنیاوی وسیلے کوئی دنیاوی ذریعے یا خیال دل میں پیدا نہ کریں کہ ان سے ہمارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ پھر دل کا سجدہ کیا ہے؟ فرمایا دل کا سجدہ یہ ہے کہ اپنے وجود سے دست بردار ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ کے رضا کی حصول کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دو۔ اپنے جذبات کو قربان کر دو۔ اپنے عزیزوں کی قربانی دو۔ تعلقات کی قربانی دو۔ اپنی اناؤں کو قربان کر دو۔ اپنی غیرتوں کی، جھوٹی غیرتوں اور جھوٹی اناؤں کی قربانی دو۔ یعنی وہ باتیں جو تم غیرت سمجھتے ہو لیکن یہ غیرت خدا تعالیٰ سے دور لے جانے والی ہے اس کو قربان کرنا ہو گا۔ غیرت دکھانی ہے تو دین کی غیرت ہونی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف کوئی چلانے کی کوشش کرے تو وہاں غیرت دکھانی چاہئے۔ گویا کہ ہمارے ہر عمل ایسے ہو جائیں یا نہیں ایسا کرنے کی کوشش میں ہم لگ جائیں جو ہمارے دلوں کو پاک کرنے والی ہو۔

آپ فرماتے ہیں: مَیں تو اپنی جماعت سے یہ چاہتا ہوں اور امید بھی کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے افراد جماعت کی یہ حالت کر دے گا۔ آپ نے فرمایا جو اس حالت کے حصول کے لئے کوشش نہیں کرتے ان کا پھر میرے ساتھ کوئی تعلق بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ کرے کہ ہم میں سے کوئی بھی کبھی ان لوگوں میں شامل ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنا تعلق توڑنے والے ہوں بلکہ ہم میں سے ہر ایک اس کوشش میں ہو کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ تعلق کو کس طرح مضبوط سے مضبوط تر کر سکتے ہیں۔

پس جلسہ پر آنے والے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ان دنوں میں اپنے جائزے لیں، دیکھیں کہ کس حد تک ہم وہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے چاہتے ہیں۔ جلسہ کے دنوں میں یہ ماحول اللہ تعالیٰ نے میسر فرمایا ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی کے عملی اظہار ہو سکتے ہیں اور پھر ان عملی اظہاروں کو زندگی کا مستقل حصہ بنانے کی کوشش ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس مہینہ کے آخر میں رمضان کا مہینہ بھی شروع ہو رہا ہے جو عملی تربیت کا مہینہ ہے۔ اگر ان دنوں کی برکتوں کو رمضان المبارک کی عظیم برکتوں سے جوڑنے کی کوشش کریں تو ایک روحانی انقلاب ہم میں پیدا ہو سکتا ہے۔ اور اگر اس نیت سے جلسے پر نہیں آئے یا یہ دن کوئی تبدیلی پیدا کرنے والے نہ بن سکے یا ان کے لئے کوشش نہ کی تو اس جلسے پر آنا نہ آنا ایک جیسا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ نقصان کا باعث بھی بن جاتا ہے۔ ایک مجمع ٹھوکر کا باعث بھی بن جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کا ایک شخص کا ایک واقعہ بیان کرتے تھے کہ جس کی بدبختی کی وجہ سے اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا بلکہ الٹا ایمان ضائع کر کے چلا گیا۔ اس لئے کہ اس کی انا اور اس کی جھوٹی نیکی کا اظہار اس کے آڑے آ گیا۔ واقعہ یوں ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد میں تشریف لاتے تھے تو لوگ زیادہ

سے زیادہ کوشش کرتے تھے کہ آپ کے قریب تر ہو جائیں اور آپ کی باتیں سنیں اور ان سے فیض اٹھائیں۔ اپنی روحانیت کی تسکین کریں۔ اس کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ ایسی ہی ایک مجلس میں ایک شخص آیا اور آ کے مسجد میں ایک طرف یا تقریباً بیچ میں ہی سنّتیں پڑھنی شروع کر دیں۔ اور اتنی لمبی سنّتیں پڑھنی شروع کر دیں کہ اس کے ارد گرد جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریب ہونا چاہتے تھے، ان میں بے چینی شروع ہو گئی۔ آخر بعض دوسرے جو دوسری طرف سے آ رہے تھے قریب آنے شروع ہوئے تو انہوں نے بھی جرأت کی اور آگے بڑھنے شروع ہو گئے۔ تو بعض لوگ جب تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے تو کسی کی کہنی اس سنتیں پڑھنے والے شخص کو لگ گئی۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ یہ اچھا نبی اور مسیح موعود ہے کہ اس کی مجلس کے لوگ نماز پڑھنے والوں کو ٹھوکریں مارتے ہیں۔ سخت ناراض ہوا اور مرتد ہو کے چلا گیا۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 11 صفحہ 544 تا 546 خطبہ جمعہ فرمودہ)۔ یہ اس کی بدبختی تھی۔ وہی مجلس جو لوگوں کے ایمانوں میں اضافہ کر رہی تھی، ایمان میں ترقی کا باعث ہو رہی تھی اس کے لئے ٹھوکر کا باعث بن گئی۔ پس اس کا یہ عمل ظاہر کر گیا کہ اس کے رکوع و سجود دکھاوے کے لئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی مجلس جس میں تازہ مائدہ اتر رہا ہو اور روحانی خزائن تقسیم ہو رہے ہوں اس کو چھوڑ کر وہاں اپنی نمازوں کے اظہار میں لگ گیا اور اس عمل نے اس کا ایمان بھی ضائع کر دیا۔ پس گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجالس تو اب نہیں ہیں لیکن آپ کی تعلیم کی روشنی میں یہی باتیں ہوتی ہیں۔ قرآن کریم کی تفسیریں بیان ہوتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی روشنی میں تربیت کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ معین پروگرام ہوتے ہیں۔ نمازیں بھی ہیں اور تہجد بھی ہے۔ سارے پروگرام اپنے وقت پر ادا کئے جاتے ہیں۔ ہر پروگرام میں اس کے وقت پر ہر ایک کو شامل ہونا چاہئے اور فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر نمازیں کسی وجہ سے رہ بھی گئی ہیں تو ایک کونے میں جا کر ادا کرنے کی کوشش کریں۔ تا کہ نہ آپ کی وقت پر ادا نہ کی گئی نمازیں متاثر ہوں اور نہ لوگوں کو بیٹھنے میں دقت ہو کہ وہ آرام سے جلسے کی کارروائی بھی سن سکیں۔

یاد رکھیں عمل صالح وہ عمل ہے جو موقع اور محل کے حساب سے ہے۔ ورنہ غلط موقع پر کیا گیا عمل غلط نتائج کی وجہ سے ایمان میں ٹھوکر کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ اگر وہ نماز پڑھنے والا شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کو سمجھ کر اپنی نماز کو مختصر کر کے آپ کی مجلس میں بیٹھتا تو یہ عمل اس کا زیادہ صالح عمل ہوتا اور وہ ایمان ضائع کرنے سے بچ جاتا۔ اس بات سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ صبر اور برداشت ایمان ضائع ہونے سے بھی بچاتی ہے۔ ان دنوں میں آ کر آپ کو جائز تکلیف بھی کسی سے پہنچے۔ صرف کہنی لگنے کا سوال نہیں، بڑی تکلیف بھی ہو تو تب بھی صبر اور برداشت سے کام لیں اور اس نیک مقصد کے حاصل کرنے کی طرف توجہ دیں جس کے لئے آپ یہاں آئے ہیں۔ جلسوں پر بعض دفعہ اس بے صبری کی وجہ سے بعض لوگ ایک دوسرے سے سختی بھی کرتے ہیں اور لڑائی تک نوبت آ جاتی ہے۔ اور نتیجۃً لڑنے والوں کے خلاف پھر جب پتا لگتا ہے تو تعزیری کارروائی بھی ہوتی ہے جو بعض دفعہ ان کو مزید ٹھوکر لگاتی ہے کیونکہ پھر اَنا غالب آ جاتی ہے۔ ایمان بھی ضائع ہوتا ہے۔ تو جیسا کہ میں نے کہا یہ جلسہ فیض کے بجائے اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والا ہو جاتا ہے۔ نقصان کا باعث بن جاتا ہے۔ ایمان کے ضائع ہونے کا باعث بنتا ہے، لیکن اگر صبر، برداشت اور جلسے میں شمولیت کا حقیقی مقصد پیش نظر ہو تو نہ صرف اپنے ایمان میں ترقی ہوتی ہے بلکہ بہتوں کے ایمان میں ترقی اور ہدایت کا موجب بھی انسان بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیائے احمدیت میں اب ہر جگہ جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ بیسیوں ممالک میں جلسے منعقد ہوتے ہیں جو جماعتیں بڑھی ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے ماننے والے جو مختلف قوموں اور نسلوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کی وجہ سے جو دنیا میں جو ہدایت پھیل رہی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمیں بھی جھکانے والا بناتی ہے۔ اگر کوئی بدبخت ایمان ضائع کرنے والا ہوتا ہے تو سینکڑوں خوش قسمت ایمان لانے والے بھی ہوتے ہیں۔ اس کی مثالیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی تھیں اور آج بھی ہیں۔ اس وقت میں ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ وہ لوگ ہدایت کا باعث بنے جو ہزاروں میل دور بیٹھے ہیں لیکن ایمان میں ترقی کر رہے ہیں۔ ان میں سے اکثریت نے شاید خلیفہ وقت کو کبھی نہ دیکھا ہو اور جنہوں نے دیکھا ہے انہیں بھی پچیس تیس سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ لیکن ہدایت کا باعث یہ لوگ کس طرح بن رہے ہیں، ایمان میں کس طرح بڑھ رہے ہیں یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔

سیرالیون کا ایک واقعہ ہے۔ وہاں کے کوٹ لوکو ریجن کے معلم لکھتے ہیں کہ کافح (Kaffeh) چیفڈم کے چیف امام اور ڈپٹی چیف امام شیخ آدم جماعت کے بہت مخالف تھے۔ ہمارے لوکل معلم شیخ ابراہیم تورے صاحب ان سے جماعتی مسائل پر بات چیت کرتے رہتے تھے۔ جلسہ سیرالیون قریب آیا تو معلم سے کہا کہ چیف امام اور ڈپٹی چیف امام کو جلسے پر بطور مہمان آنے کی دعوت دیں۔ چیف امام نے تو انکار کر دیا لیکن ڈپٹی چیف شیخ آدم جو تھے انہوں نے دعوت قبول کر لی اور پھر یہ جلسے پر تشریف لائے۔ وہاں بو (Bo) میں جلسہ ہوتا ہے۔ یہ جو ڈپٹی چیف امام شیخ آدم تھے، کہتے ہیں کہ میں سوچ رہا تھا کہ یہ لوگ کس بات کے لئے اتنا خرچ کر کے یہاں اکٹھے ہوئے ہیں لیکن جلسے کے پہلے دن جب لوگ نماز تہجد کے لئے اکٹھے ہوئے جو ایک بہت بڑا مجمع تھا اور جب نماز تہجد میں قرآن کریم سنا اور لوگوں کو خدا کے حضور دعائیں کرتے ہوئے روتے دیکھا تو میرا دل پگھل گیا کہ یہ نشانیاں اور لوگوں کا عبادت میں اس طرح مشغول ہونا بتاتا ہے کہ یہ سچے لوگ ہیں اور یہ سچے لوگوں کی جماعت ہے۔ دنیاوی اور جھوٹے لوگوں کی جماعت کے لوگ اس طرح کے نہیں ہوتے۔

پھر مبلغ صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے پہلے سیشن کے بعد ان سے پوچھا کہ آپ کو یہ جلسہ کیسا لگا، کیا محسوس ہوا؟ انہوں نے بتایا کہ مَیں احباب جماعت اور جماعتی روایات سے بہت متاثر ہوا ہوں اور احمدی ہو گیا ہوں اور میرے تمام شبہات دور ہو گئے ہیں۔ واپس جا کر اپنے علاقے میں بھی تبلیغ کرنے لگے کہ حقیقی اسلام یہی ہے جس پر جماعت احمدیہ عمل کر رہی ہے اور پھیلا رہی ہے۔ ان کے امام ان سے ناراض ہو گئے اور ان کو نکال بھی دیا۔ انہوں نے کہا کہ حق مجھے مل گیا ہے۔ اب میں جماعت کے لئے سب کچھ چھوڑ دوں گا اور سچائی کا ساتھ دوں گا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس علاقے میں ان کے ذریعہ سے بہت سے لوگ احمدی بھی ہوئے ہیں۔

تو ایک جلسے نے ایک شخص کو احمدی بنایا جس کی وجہ سے پھر سینکڑوں لوگوں کو احمدی ہونے اور زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق ملی۔ اب شیخ آدم صاحب جو ہیں کیونکہ وہ جلسے کی وجہ سے احمدی ہوئے تھے انہوں نے اپنے نام کے ساتھ بھی یہ لگا لیا۔ شیخ آدم جلسہ سالانہ۔ پس جلسے کئی آدم پیدا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی حالتوں میں تبدیلی پیدا کر کے نئی زمینیں اور نئے آسمان بنا رہا ہے۔ پس ہمیں بھی فکر کرنی چاہئے کہ ہم لوگ جن میں سے اکثریت پیدائشی احمدیوں کی ہے اپنی حالتوں کو درست کریں۔ یہاں بہت سے اسائلم سیکر بھی اب آ گئے ہیں وہ صرف یہ نہ سمجھیں کہ دنیا کمانے کے لئے دنیاوی غرض سے آئے ہیں۔ اگر جماعت کی مخالفت کی وجہ سے پاکستان سے آئے ہیں تو یہاں پھر جماعت کے سفیر بن کر اپنا کردار ادا کریں اور اپنے عملوں سے اس بات کا اظہار کریں جو جماعت کی حقیقی تعلیم ہے۔ دنیا کمائیں بے شک لیکن دنیا میں پڑنے کے بجائے، دنیا میں ڈوب جانے کے بجائے اپنی روحانیت کی طرف بھی توجہ دیں۔

بہرحال یہ جلسوں کی برکات ہیں جو دنیا میں ظاہر ہو رہی ہیں۔ دنیائے احمدیت میں اب نیکیوں میں سبقت لے جانے کی ایک دوڑ لگی ہوئی ہے۔ پس آپ لوگ بھی کوشش کریں کہ اس دوڑ میں پیچھے نہ رہ جائیں۔ ایک زمانہ تھا کہ جب شہروں کے مقابلے ہوتے تھے۔ اب تو ملکوں کے مقابلے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے وہی ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کے درد کو سمجھتے ہوئے اپنی حالتوں میں تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔

یہاں میں کچھ باتیں کارکنان اور خاص طور پر ان کارکنان کو جن کے سپرد مہمان نوازی ہے کہنا چاہتا ہوں۔ یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب وَسِّعْ مَکَانَکَ کا الہام ہوا تو اس لئے کہ آپ کے مہمان جو پہلے ہی کافی تعداد میں آپ کے پاس آتے تھے، اور جن کی مہمان نوازی آپ ہر ایک کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے کرتے تھے اس میں مزید اضافہ ہوتا رہا۔ یہ الہام آپ کو شروع دعویٰ میں ابتدائی زمانے میں بھی ہوا اور کئی مرتبہ ہوا اور آخر تک مختلف شکلوں میں یہ ہوا ہے۔ (تذکرہ صفحہ 41، 246، 395، 541، 624 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

پس یہ وَسِّعْ مَکَانَکَ کا پیغام جو ہے آپ کے ماننے والوں کے لئے بھی ہے اور یہ اس وقت آپ کے ساتھ کام کرنے والے جو آپ کے کارندے تھے ان کے لئے بھی تھا کہ یہ وسعت جو مکانیت میں ہو گی، مہمان نوازی میں بھی اضافے کا باعث بنے گی۔ اب یہاں بھی جرمنی میں جو وسعت ہو رہی ہے، نئے مشن بن رہے ہیں، یہاں مساجد بن رہی ہیں، اس وجہ سے مہمان نوازی میں بھی اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تم لوگ جو کام کرنے والے ہو، تم جو مسیح موعود کو ماننے والے ہو، تم تھک نہ جانا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو پہلے ہی بہت کھلے دل کے تھے اور مہمانوں کے لئے آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ مہمانوں کے آنے سے نہ تھکنا ہے، نہ پریشان ہونا ہے (الفاظ میرے ہیں مفہوم یہی ہے) آپ کے لئے تو تھا ہی آپ کے ان کارندوں کے لئے بھی ہے جن کے سپرد اللہ تعالیٰ نے مہمان نوازی کی ہے، جو

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

آپ کے زمانے میں بھی تھے اور آپ کے بعد آنے والے بھی ہیں۔ یہ ان کے لئے برکتیں حاصل کرنے کے مواقع ہیں۔ پس ان خدمتوں کے کرنے والوں کو وَسِّعْ مَکَانَکَ کے اللہ تعالیٰ کے حکم کو آج بھی پورا کرنے کے لئے اپنے دلوں کو بھی مہمانوں کے لئے وسیع کرنا ہوگا۔

لنگر خانہ تو آپ کے اہم کاموں میں سے ایک کام تھا اور آج بھی جو لوگ خاص طور پر جب خلیفہ وقت کی موجودگی ہو آتے ہیں تو اس لئے کہ خلیفہ وقت کے قریب ہوں، کچھ دن گزاریں۔ اس لئے ان دنوں میں مہمانوں کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے۔ صرف جلسہ پر ہی نہیں بلکہ عام حالات میں بھی۔ قرآن کریم نے ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کی خبر دی ہے اور یہ بتایا کہ مہمان کے لئے یہ نہیں پوچھنا کہ مہمان نوازی کروں یا نہ کروں اور کسی بھی قسم کے خرچ سے ڈرنا نہیں ہے۔ مہمان نوازی کرنی چاہئے، اس کے آرام کا خیال رکھنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خاص طور پر مہمان نوازی کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ کا چہرہ اس وقت خوشی سے دمک جاتا تھا جب آپ کو پتا چلتا تھا کہ آج مدینہ میں رہنے والے آپ کے صحابہ نے باہر سے آنے والے مہمانوں کے آرام کا خیال رکھا ہے اور اپنے سے زیادہ ان کے آرام کا خیال رکھا ہے اور اپنی توفیق سے بڑھ کر ان کا خیال رکھا ہے اور ان کی مہمان نوازی کی ہے۔

(صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار باب قول اللہ عزوجل ویؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ...... حدیث نمبر 3798)

(مسند الامام احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 502-503 مسند جریر بن عبداللہ حدیث نمبر 19388 عالم الکتب بیروت 1998ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثالیں بھی ہمارے سامنے ہیں کہ لنگر خانوں کے کارکنوں سے ناراض ہو کر چلے جانے والے مہمانوں کے پیچھے بڑے لمبے فاصلے تک آپ گئے اور انہیں واپس لے کر آئے۔ پھر ان کا سامان خود تانگے سے اتارنا شروع کیا تو کارکنوں نے آگے بڑھ کر سامان لے لیا۔

(ماخوذ از اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 160-161 مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے)

یہ سب کچھ اس لئے کہ آپ مہمان نوازی کے اعلیٰ معیار جہاں قائم کرتے تھے وہاں اپنے ماننے والوں کو سکھانا بھی چاہتے تھے۔ یہ باتیں صرف ہمارے پڑھنے سننے اور لطف اٹھانے کے لئے ہیں نہیں بلکہ عمل کرنے کے لئے ہیں۔

جیسا کہ میں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جماعت کے قیام سے پہلے بھی وَسِّعْ مَکَانَکَ کی خبر دی تھی، لوگوں کے آنے کی خبر دی تھی۔ لیکن پھر دوبارہ بار بار اس کی تجدید فرمائی۔ آخر تک آپ کو الہام ہوتے رہے۔ 1907ء میں بھی ہوا۔ اس لئے کہ آپ کے بعد آپ کی جماعت اس کی اہمیت کو سمجھے۔

پس یہاں کی انتظامیہ کو بھی میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ مہمان نوازی کی اہمیت کو سمجھیں۔ ایک مہمان نوازی تو یہ ہے جو یہاں جلسے کے دنوں میں ہو رہی ہے۔ تیس بتیس ہزار افراد کا کھانا پکانا ہے۔ ان کو کھانا کھلانا ہے اس لئے ایک وقت میں ایک سالن پکتا ہے، ساتھ روٹی ہوتی ہے۔ اس کا خیال تو رکھنا چاہئے کہ جہاں ہر فرد تک یہ کھانا پہنچے، ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق ملے اور عزت کے ساتھ اس کو یہ کھانا کھلایا جائے وہاں یہ بھی احتیاط ہو کہ ضیاع بھی نہ ہو۔ لیکن ضیاع سے بچنے کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ اس گرمی میں ایک وقت کے بچے ہوئے کھانے کو دوبارہ لوگوں کو کھلا دیں اور بیمار کر دیں۔

دوسری مہمان نوازی جیسا کہ مَیں نے کہا عام دنوں کی ہے اور اس عام دنوں کی مہمان نوازی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مہمانوں کی ہر ضرورت اس کے مزاج کے مطابق مہیا کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ پس متعلقہ انتظامیہ کو بھی اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کسی کو کھانا کھلا کے مہمان نوازی کا کوئی حق نہیں ادا ہو گیا بلکہ مہمان کی خدمت کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا۔ ہمارے بہت سے غیر مہمان ہمارے فنکشن میں شامل ہوتے ہیں۔ ان پر ہماری مہمان نوازی کا بھی دنیا میں مختلف جگہوں پر بہت اثر ہوتا ہے جس کا ذکر بھی وہ کرتے ہیں۔ جرمنی کی جماعت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مساجد بنا رہی ہے اور مساجد کے فنکشنز میں مہمانوں کے لئے مہمان نوازی کا انتظام بھی ہوتا ہے۔ دوسرے مہمان بھی آتے ہیں۔ اکثر جگہ پر چائے وغیرہ کی حد تک تو ٹھیک ہے کافی بہتر انتظام ہوتا ہے لیکن بیٹھنے کا انتظام میرے نزدیک ٹھیک نہیں ہوتا۔ کہتے یہ ہیں کہ یہاں کے لوگوں کو بنچوں پر بیٹھنے کی عادت ہے اس لئے لکڑی کے بنچ رکھے جاتے ہیں اور اچھے اچھے معزز لوگ اس پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ عادت ہو بھی تو ہمارے مہمان نوازی کے معیار بہتر ہونے چاہئیں۔ اگر عادت ہے تو پھر آپ لوگوں کو یہاں بھی اس عادت کا مظاہرہ کرنا چاہئے کہ کرسیاں جہاں رکھی ہوئی ہیں اس کی جگہ بنچ رکھنے چاہئیں۔ اپنے لئے اور معیار ہیں مہمانوں کے لئے اور معیار ہیں۔ اب اس کا یہ مطلب بھی نہ لے لیں کہ آئندہ سال کے لئے کرسیاں اٹھا کر بنچ رکھنے شروع کر دیں۔ میرا مطلب صرف یہ ہے کہ وہاں معیار بہتر کریں۔ یہاں کرسیاں ہی رہنے دیں۔ افسر صاحب جلسہ سالانہ فوراً اپنے بجٹ میں کمی کی کوشش کریں گے۔ بہر حال شریفانہ طور پر مہمانوں کو بٹھانے کا انتظام ہونا چاہئے۔ ہمارے مہمان نوازی کے جو اعلیٰ معیار کے طریق ہیں وہ نظر آنے چاہئیں جس کی ہمیں تعلیم دی گئی ہے۔ یہ چائے وغیرہ کا میں نے ذکر کیا، ہلکی پھلکی ریفرشمنٹ دی جاتی ہے، وہاں کی حد تک تو ٹھیک ہے لیکن اس میں بھی یہ خیال رکھنا چاہئے کہ یہاں کے لوگوں کو کیا پسند ہے۔ لیکن اگر کھانے کی دعوت ہو اور غیر مہمان بلائے ہوں تو پھر ان کے مزاج کے مطابق کھانا بھی ہونا چاہئے، ہلکی مرچ کا کھانا بھی ہونا چاہئے اور ایسا ہو جو یہ پسند کرتے ہیں۔ حلال اور طیب کھانے بھی ان کے مزاج کے مطابق بنائے جا سکتے ہیں۔ چند دن پہلے میونخ میں مسجد کا افتتاح تھا۔ وہاں ممبر آف پارلیمنٹ بھی میرے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، ڈسٹرکٹ گورنر اور میئر اور مختلف لوگ تھے۔ ان کے لئے تو تھوڑا سا کھانا جو چند ایک کے لئے تھا نسبتاً بہتر تھا لیکن عمومی طور پر اڑھائی تین سو کے قریب جرمن لوگ آئے ہوئے تھے اور اچھی تعداد تھی اور معززین تھے۔ ان کے لئے کھانا جو مجھے نظر آ رہا تھا وہ بالکل ایسا تھا جیسے ٹالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بعض لوگوں نے شاید کھانا کھایا بھی نہیں۔ ایک فنکشن ہوتا ہے جس میں معززین بلائے جاتے ہیں۔ لوگ اس لئے بھی آتے ہیں کہ خلیفہ وقت کی موجودگی ہے۔ ان کی مہمان نوازی کا تو حق ادا کیا کریں۔ اگر مقامی جماعت خرچ نہیں کر سکتی تو ملکی مرکز کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مہمان نوازی کرے۔ بہر حال فنکشن تو بہت اچھا تھا، کافی لوگ تھے۔ جو ہال میں بیٹھنے کی جگہ انہوں نے لی ہوئی تھی وہ بھی اچھی تھی۔ اس کی تفصیل تو بعد میں بیان کروں گا لیکن بہر حال جو کمی تھی اس طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے کیونکہ نہیں تو پھر ہمیں عادت پڑ جائے گی۔ پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ جو مہمان خاص طور پر ان دنوں میں آتا ہے جب مَیں یہاں آؤں تو مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ان کی احسن رنگ میں مہمان نوازی آپ کا فرض ہے۔ اور یہ مستقل مہمان نوازی کرنے کی جو ضیافت کی ٹیم ہے ان کا فرض ہے اور جس جس شہر میں جایا جائے وہاں کے مقامی لوگوں کا فرض ہے۔ اور کسی قسم کے ایسے اظہار کے بغیر مہمان نوازی کرنی چاہئے کہ مہمان بوجھ بن رہے ہیں۔ جس سے کسی بھی قسم کی جذباتی تکلیف کسی کو پہنچنے کا احتمال ہو اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے تو صدقہ دے کر احسان جتانے والے کو بھی بڑا ناپسند فرمایا ہے کہ اچھی بات کہنا اس سے بہتر ہے کہ کسی کی مدد کر کے پھر احسان جتاؤ یا ایسے الفاظ کہو جس سے اس کو تکلیف پہنچے اور مہمان نوازی تو مہمانوں کا حق ہے۔ اس کی مہمان نوازی کر کے پھر باتیں بنانا یہ انتہائی گھٹیا فعل ہے۔ بعض ایسے لوگ جو ایسی حرکتیں کرتے ہیں، یہاں تک کر جاتے ہیں کہ میرے ساتھ جو لوگ آئے ہوئے ہیں ان سے بھی ایسی باتیں کرتے ہیں جو جذباتی ٹھیس پہنچانے والی ہوں۔ فی الحال میں اشارۃً سمجھا رہا ہوں۔ ضرورت پڑی تو یہ بھی کھول کر بیان کر دوں گا لیکن اللہ کرے ضرورت نہ پڑے اور جو جو ذمہ دار ہیں ان کو پہلے ہی ہوش آ جائے۔ لیکن بہر حال مجھے امید ہے کہ جو لوگ بھی متعلقہ اشخاص ہیں وہ اپنی غلطی کو سمجھتے ہوئے استغفار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کام کرنے والوں کو عقل اور سمجھ دے اور وہ اپنے فرائض اس کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق ادا کرنے والے ہوں۔

جلسہ کے حوالے سے یہ بات بھی یاد رکھیں کہ آپ میں سے ہر ایک کو اپنے ماحول پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ ڈیوٹی والے کارکنان ہیں ان سے ہر شامل ہونے والا مکمل تعاون کرے۔ سکیورٹی کے مسائل اب ہر جگہ ہیں اس لئے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسے کو ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے اور تمام شامل ہونے والوں کو ان برکات کو سمیٹنے والا بنائے جو اس جلسہ سے وابستہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد ہم پورا کرنے والے ہوں اور آپ کو اپنی جماعت سے جو توقعات ہیں ہم اپنی زندگیوں کا حصہ انہیں بنانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔

☆......☆......☆

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths

Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

قانونی مشاورت برائے اسائلم

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738

24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062

Same Day Visa Service
Email: law786@live.com

RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

نمازِ تراویح

(رانا غلام مصطفیٰ منصور۔ مربی سلسلہ)

تراویح، تَـرْوِيْـحَـةٌ کی جمع ہے جس کے معنے بیٹھنے کے ہیں پھر یہ لفظ رمضان کی راتوں میں چار رکعات نوافل کے بعد آرام کے لئے جو وقفہ کیا جاتا تھا اس کے لئے استعمال ہونے لگا اور ان نوافل کو تراویح کہا جانے لگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات بوقت نصف شب نکلے اور مسجد میں نماز پڑھی اور آپؐ کی اقتداء میں کچھ مردوں نے بھی پڑھی۔ لوگ صبح اٹھے تو انہوں نے یہ سن کر ایک دوسرے کو بتایا تو (دوسری رات) لوگ اور زیادہ جمع ہو گئے اور آپؐ نے نماز پڑھی تو انہوں نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ لوگ صبح اٹھے تو لوگوں میں اور چرچا ہوا تو تیسری رات مسجد میں جمع ہونے والے بہت زیادہ ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور نماز پڑھی تو انہوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ جب چوتھی رات ہوئی تو (لوگوں کا اس قدر انبوہ ہوا) کہ نمازی مسجد میں سما نہ سکے۔ (مگر اس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ تراویح کے لئے نہ نکلے یہاں تک کہ صبح ہو گئی) اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لئے نکلے اور فجر کی نماز پڑھا چکے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور تشہد پڑھا پھر اس کے بعد فرمایا: تمہاری موجودگی مجھ سے پوشیدہ نہ تھی لیکن میں ڈرا کہ تم پر یہ نماز فرض نہ کر دی جائے اور تم اس کی ادائیگی میں عاجز آ جاؤ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور پہلا دستور ہی رہا۔

(بخاری کتاب صلاۃالتراویح باب فضل من قام رمضان)

۞...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد کی رکعات کی تعداد اور ان کی کیفیت بھی بیان کی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گواہی: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کیسی تھی۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت نماز سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ چار رکعتیں پڑھتے اور ان کی خوبی اور لمبائی کے متعلق نہ پوچھ پھر چار رکعتیں پڑھتے اور ان کی خوبی اور لمبائی کے متعلق نہ پوچھ پھر تین رکعتیں پڑھتے۔ میں نے (ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ فرمایا: عائشہ! میری آنکھیں تو سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

(بخاری کتاب صلاۃ التراویح باب من قام رمضان)

۞...... پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ تراویح کی ادائیگی کی معین راتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں رمضان المبارک کا ذکر فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روزے رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حسب معمول) تئیسویں (23) رمضان تک ہمیں رات کو باجماعت نوافل نہیں پڑھائے۔ تئیسویں (23) رمضان کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں باجماعت نوافل پڑھائے۔ اور رات کے ثلث اول (یعنی پہلی تہائی) تک نماز پڑھاتے رہے۔ چوبیسویں رمضان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں باجماعت نوافل نہیں پڑھائے۔ پھر پچیسویں رات رمضان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں باجماعت نوافل نصف رات تک پڑھائے۔ ہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول! کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ ہمیں باقی رات میں بھی نفل نماز پڑھا دیتے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص امام کے ساتھ رات کو نماز پڑھنے میں کھڑا ہوتا ہے اور امام کے سلام پھیرنے تک اس کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے اس کے لئے ساری رات کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چھبیسویں رمضان کو باجماعت نماز نہیں پڑھائی۔ یہاں تک کہ رمضان میں تین دن باقی رہ گئے تو ستائیسویں کو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باجماعت نماز پڑھائی۔ اور اپنے گھر والوں اور عورتوں کو بھی بلا کر اس میں شامل فرمایا۔ اور اتنی دیر تک پڑھاتے رہے کہ ہمیں فجر کے طلوع ہو جانے کا اندیشہ ہوا۔

(ترمذی ابواب الصوم باب ما جاء فی قیام شهر رمضان)

نمازِ تراویح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں باقاعدہ رائج کیں

۞...... عروہ نے عبدالرحمٰن بن عبد قاری سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رمضان کی ایک رات میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا تو کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ الگ الگ گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ کوئی شخص اپنے طور پر اکیلے نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی شخص ایسے طور پر نماز پڑھ رہا ہے کہ اس کی اقتدا میں چند ایک لوگ نماز پڑھ رہے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کو ایک ہی قاری کی اقتدا میں اکٹھا کر دوں تو یہ بہتر ہوگا۔ پھر انہوں نے پختہ ارادہ کر لیا اور حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اِقتدا میں انہیں اکٹھا کر دیا۔ پھر آپؓ کے ساتھ میں ایک اور رات نکلا اور لوگ اپنے قاری کی اِقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کیا اچھی جدّت ہے اور رات کا وہ حصہ جس میں یہ لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں اس حصہ سے افضل ہے جس میں نماز پڑھتے ہیں یعنی رات کا پچھلا حصہ افضل ہے اور لوگ شروع ہی رات میں تراویح پڑھ لیتے۔

(بخاری کتاب صلاۃ التراویح باب فضل من قام رمضان)

۞...... سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک شخص نے سوال کیا کہ ماہ رمضان میں نمازِ تراویح آٹھ رکعت باجماعت قبل خُفتن مسجد میں پڑھنی چاہئے یا کہ پچھلی رات کو اُٹھ کر اکیلے گھر میں پڑھنی چاہئے؟

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

''نمازِ تراویح کوئی جُدا نماز نہیں۔ دراصل نمازِ تہجّد کی آٹھ رکعت کو اوّل وقت میں پڑھنے کا نام تراویح ہے اور یہ ہر دو صورتیں جائز ہیں جو سوال میں بیان کی گئی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دو طرح پڑھی ہے۔ لیکن اکثر عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر تھا کہ آپ پچھلی رات کو گھر میں اکیلے یہ نماز پڑھتے تھے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 369-370۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

☆......☆......☆

بقیہ: خطاب حضور انور۔ ازصفحہ نمبر 2

ازصفحہ نمبر 2

پیغام آویزاں ہوتے ہیں کہ پانی ضائع مت کریں۔ لیکن پھر بھی بہت سے لوگ اس طرح کے پیغامات کو نظر انداز کرتے ہیں اور ذرا غور نہیں کرتے کہ پانی کی فراہمی کتنا اہم اور سنجیدہ معاملہ ہے۔ یہ معاملہ صرف ترقی پذیر ممالک کے لئے ہی المیہ نہیں ہے بلکہ اگر لوگوں نے اسی طرح پانی ضائع کرنے کی روش جاری رکھی تو ترقی یافتہ ممالک میں بھی ایسی مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔ اس لئے ترقی یافتہ ممالک میں رہنے والے لوگوں کو بھی پانی کے استعمال میں احتیاط کرنی چاہئے اور انہیں بلاضرورت پانی کے ضیاع سے بچنا ہوگا۔

بہرحال جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ میں نے سال 2003ء یا 2004ء میں IAAAE سے کہا تھا کہ افریقہ کے دور افتادہ اور پسماندہ علاقوں میں پانی کی فراہمی کے لئے منصوبے اور طریق کار وضع کریں جس پر ایسوسی ایشن نے غیر معمولی انداز میں لبیک کہا اور اس سلسلہ میں شاندار اور مفید کام کر کے دکھا دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی جزائے خیر دے۔ آمین

ایسوسی ایشن نے افریقہ میں صرف پانی کی فراہمی پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر کی نگرانی کے علاوہ متعدد ''ماڈل ویلج'' منصوبے شروع کئے ہیں کیونکہ یہ بھی ایک نہایت اہم اور شاندار منصوبہ ہے جس کے تحت دور دراز دیہات کو بنیادی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ مثلاً ہمارے ''مثالی گاؤں'' میں گلیوں میں روشنی کا انتظام، پینے کے صاف پانی کی فراہمی، مرکزی اجتماع کا مقام اور سبزیاں کاشت کرنے کی جگہ جیسی سہولیات مہیا ہوتی ہیں۔ اور اب میں نے ہدایت کی ہے کہ اگر تمام گلیاں پختہ کرنا ممکن نہ ہو تو ہر ''مثالی گاؤں'' کی کم از کم مرکزی گزرگاہ باقاعدہ طور پر اچھی پختہ ہونی چاہئے۔ چنانچہ اس سے وہ مقامی لوگ حیرت زدہ ہیں جو قبل ازیں ایسی تمام سہولیات اور آسائشوں سے بکلی محروم تھے اور گویا جنگلوں میں بستے تھے کیونکہ انہوں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ ان کے گھروں میں بجلی اور پانی بھی ہو سکتا ہے، یا ان کی گلیاں کبھی پختہ ہونگی۔ یقیناً یہ سہولیات ان کے لئے قطعی ناقابل یقین ہیں اور ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہاں میں بتا دوں کہ اکرم صاحب نے اپنی رپورٹ میں ذکر کیا تھا کہ لجنہ اماء اللہ انگلستان اور بعض دیگر تنظیموں نے دو دیہات کے منصوبوں کے لئے مالی تعاون کیا اور باقی کام مرکز کے خرچ پر ہوا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ جن دو دیہات کا خرچ مرکز نے برداشت کیا ہے اس میں بھی لجنہ اماء اللہ امریکہ نے حصہ ڈالا ہے پس اللہ تعالیٰ ان سب کو بہت برکت عطا کرے۔ آمین

اسی طرح ایسوسی ایشن نے افریقہ کے بعض احمدی دیہات یا جہاں کچھ احمدی آباد ہیں وہاں شمسی توانائی کے ذریعہ بجلی مہیا کی ہے اور ان احمدیوں کی خوشی ایک خاص رنگ رکھتی ہے کیونکہ ان کی خوشی کی بنیاد اس حقیقت پر ہے کہ بجلی آنے سے وہ اب ایم ٹی اے کی نعمت سے متمتع ہو سکیں گے اور یوں ان کے اور خلافت کے درمیان ایک مستقل رابطہ کا سامان ہو گیا ہے۔

کسی کو ہرگز یہ خیال نہ گزرے کہ افریقہ کے دور دراز دیہات میں بسنے والے جن کی اکثریت ناخواندہ ہے، دوسرے احمدیوں جیسے محبت کے جذبات اور احساسات سے عاری ہیں۔ یہ سب لوگ بھی بالکل اسی طرح محبت اور وفا کے جذبات سے لبریز ہیں اور ان کے دلوں میں یہ خواہش موجزن ہے کہ ان کے پاس بھی وہ تمام سہولیات ہوں جن سے وہ خلیفہ وقت کے کلمات براہ راست سن سکیں۔

حال ہی میں مجھ تک افریقہ کے نہایت غریب اور معمر احمدی کا واقعہ پہنچا ہے جن کے دور دراز گاؤں تک پہلے راستوں کی سہولت معدوم تھی اور وہاں بجلی اور پانی بھی نہ تھا۔ لیکن ایسوسی ایشن کی کوششوں سے یہاں شمسی توانائی سے بجلی مہیا کی گئی اور مسجد میں ٹی وی رکھ کر ایم ٹی اے چلایا گیا۔ اس وقت یا تو میرا خطبہ چل رہا تھا یا میرا کوئی اور پروگرام نشر کیا جا رہا تھا۔ تب اس معمر احمدی نے مجھے دیکھا اور دیکھتے ہی ان کی آنکھوں میں آنسو رواں ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ میں سوچا کرتا تھا کہ میں کبھی خلیفہ وقت کی آواز براہ راست سن سکوں گا یا نہیں اور آج اللہ نے میری دعائیں قبول کر لی ہیں۔ پس یہ معمر احمدی اپنے سامنے خلیفۃ المسیح کو مخاطب دیکھ کر جذبات سے مغلوب ہو گئے کیونکہ ان کی سوچوں کا محور یہ خلش تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں خلیفۂ وقت کی آواز سنے بغیر ہی اس دنیا سے چلا جاؤں۔ پس ان معمر احمدی نے خلیفۂ وقت کی آواز سن کر وہ خوشی پائی جس کا حقیقی اظہار لفظوں میں ممکن نہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس اس طرح یہ عالمی ایسوسی ایشن برائے احمدی ماہرین تعمیرات و انجینئرز ہمارے شکریہ اور دعاؤں کی بھی حقدار ہے جو ان دور افتادہ علاقوں میں بسنے والے محروم لوگوں تک صرف جسمانی پانی ہی مہیا نہیں کر رہی ہے جو ان کی پیاس بجھانے کا باعث ہے، اس ایسوسی ایشن نے صرف وہ جسمانی پانی مہیا نہیں کیا ہے جس سے مقامی لوگ اپنے جسموں سے مٹی دھو رہے ہیں، اس ایسوسی ایشن نے صرف تاریک گلیوں اور اندھیرے گھروں کو ہی روشن نہیں کیا ہے بلکہ روحانی لحاظ سے انہوں نے احمدیوں کی روحانی پیاس کے بجھانے کا بھی سامان کیا ہے کہ وہ لوگ اب خلیفہ وقت کو دیکھنے اور سننے لگے ہیں۔ IAAAE نے روحانی پاکیزگی اور روح کی صفائی کے سامان بہم پہنچائے ہیں اور مقامی لوگوں کو ایم ٹی اے کی سہولت مہیا کر کے اس ایسوسی ایشن نے ان دیہات کو روشن روحانی نور سے منور کر دیا ہے۔ پس اب جہاں پرانے احمدیوں کو اپنے علم اور تقویٰ میں ترقی کا موقع مل رہا ہے وہاں ایم ٹی اے غیروں کو تبلیغ کرنے کا بہترین اور موثر ذریعہ بھی ثابت ہو رہا ہے اور ان تک اسلام کا حقیقی پیغام پہنچ رہا ہے تا وہ بھی صراط مستقیم اختیار کر سکیں۔ اللہ کے فضل سے یہی صورت حال جاری ہے اور جاری رہے گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

پس اس وجہ سے میرے دل میں اس ایسوسی ایشن کے لئے غیر معمولی محبت اور عزت کے جذبات ہیں کیونکہ آپ نے نہ صرف ضرورتمند انسانوں تک جسمانی اور مادی سہولیات بہم پہنچائی ہیں بلکہ وہ راہ بھی آسان کر دی ہے جس پر چل کر یہ لوگ روحانی روشنی بھی حاصل کر رہے ہیں اور خلیفہ وقت سے ان کا براہ راست تعلق بھی قائم ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کا کام مزید وسعت حاصل کرتا چلا جائے اور اس ایسوسی ایشن کے انجینئرز اور ماہرین تعمیرات اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بہتر کوشش اور اخلاص و وفا سے خدمت کرتے چلے جائیں۔ آمین۔

اب آپ لوگ دعا میں میرے ساتھ شامل ہو جائیں۔

☆☆☆

بقیہ: رپورٹ دورہ جرمنی از صفحہ 20

لوگوں کو مسجد کی بہت ضرورت تھی۔ آپ کے لئے مسجد کی تعمیر خاص اہمیت کی حامل ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ اب مسجد کی تعمیر کے بعد آپ اس میں اپنی عبادت کرسکیں گے۔

آخر پر موصوف نے عربی زبان میں اور جرمن زبان میں السلام علیکم کہا اور کہا کہ مَیں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج آپ نے اس تقریب میں شمولیت کے لئے مجھے دعوت دی۔

کاربن شہر کی اسمبلی کے ممبر کا ایڈریس

اس کے بعد شہر کی اسمبلی اور گرین پارٹی کے ممبر Mario Schafer نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

آج کا دن جماعت کے لئے برکت والا دن ہے، خوشی کا دن ہے کیونکہ ہم ایک نئی مسجد کا سنگ بنیاد رکھ رہے ہیں اور آج اس تقریب میں شمولیت کے لئے تقریباً ساری دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کے سربراہ خلیفۃ المسیح تشریف لائے ہیں تو یہ اس شہر کے لئے ایک بڑا اعزاز ہے۔

آپ Karben شہر میں ایک مسجد بنا رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اب آپ یہاں کے باشندے ہیں اور یہاں منظّم اور مستحکم ہوچکے ہیں۔ تقریباً 35 ہزار احمدی جرمنی میں رہتے ہیں۔ آپ جرمنی کی پہلی اسلامی جماعت ہیں جن کو صوبہ Hessen میں چرچ کے برابر مقام ملا ہے اور آپ صوبہ ہیسّن میں اسکولوں میں مذہب اسلام کی تدریس کے لئے ہمارے ساتھ شامل ہیں۔ ہمارے پارٹنر اور مددگار ہیں اور اس میں آپ کا ایک بہت بڑا کردار ہے۔

Karben شہر میں یہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ آپ لوگ نئے سال کے موقع پر شہر کی سڑکوں اور گلیوں کی صفائی کرتے ہیں اور مختلف مذاہب کے لوگوں کی آپس میں گفتگو اور بات چیت کا اہتمام کرتے ہیں۔ یہ سب چیزیں ثابت کرتی ہیں کہ آپ اس شہر کا باقاعدہ ایک حصہ ہیں۔

کاربن جرمنی کا ایک چھوٹا سا شہر ہے لیکن 30 ہزار کی آبادی میں اسّی مختلف اقوام کے لوگ آباد ہیں اور یہ صرف اُسی صورت میں ممکن ہوسکتا ہے جب ہم ایک دوسرے کے ساتھ باہمی پیار و محبت سے رہیں اور ایک دوسرے کو عزّت و احترام کی نگاہ سے دیکھیں خواہ کوئی کسی مذہب سے تعلق رکھنے والا ہو۔ اور کاربن شہر میں ایسا ہی ہے۔

جماعت احمدیہ کو کئی ممالک میں مشکلات اور مظالم کا سامنا ہے۔ مَیں خوش ہوں کہ جرمنی میں اور اس شہر میں آپ کو مذہبی آزادی ہے اور آپ کی جماعت ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' کے ماٹو کے ذریعہ ایک اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

Grüne پارٹی کے ذریعہ مَیں لوگوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور آخر پر ایک بار پھر آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

بعد ازاں آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع تقریب سنگِ بنیاد، مسجد صادق، کاربن (Karben)

تشہّد و تعوّذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

الحمد للہ کہ آج یہاں ایک چھوٹی سی جماعت کو خدا تعالیٰ مسجد کی بنیاد رکھنے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ چھوٹی سی جماعت ہے لیکن آپ لوگوں کو اس بات کا احساس ہے کہ آپ لوگوں کے لئے عبادت کی جگہ ہونی چاہئے۔ ایک ایسی جگہ ہونی چاہئے جہاں آپ اکٹھے ہوں اور تمام لوگ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں۔ پس یہ آپ کی جو سوچ ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اور جلد توفیق بھی عطا فرمائے کہ آپ اس مسجد کو مکمل کرسکیں۔

جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ یہ چھوٹا سا شہر ہے اور یہاں کی کل آبادی 30 ہزار افراد پر مشتمل ہے اور اس کے باوجود یہاں 80 مختلف قسم کی قومیں آباد ہیں اور گویا کہ ایک ایسے شہر کا نقشہ ہے جہاں باوجود تھوڑی آبادی ہونے کے مختلف لوگ آ کر آباد ہوئے اور یقیناً یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں ان کو ایک ایسا ماحول میّسر آیا جس کو انہوں نے پسند کیا ورنہ ارد گرد اور بھی بہت سے شہر ہیں وہاں جا کر آباد ہو سکتے تھے۔ اور یہاں کے لوگوں کا آپس کا محبت اور پیار کے تعلق کا اظہار بھی اس بات سے ہوتا ہے کہ باوجود تھوڑے ہونے کے، مختلف قوموں کے ہونے کے، مختلف مذاہب کے ہونے کے، پھر بھی اکٹھے رہتے ہیں۔ اور دنیا میں ہر جگہ یہی جماعت احمدیہ کا پیغام ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف قوموں میں پیدا کیا ہے اور یہ مختلف اقوام ایک دوسرے کی پہچان ہیں لیکن جب ایک جگہ اکٹھے ہو جاتے ہیں تو پھر اصل پہچان جو ہے وہ تقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اس کا ڈر ہے اس کے حکموں پر عمل ہے اور یہی تقویٰ ہے جو پھر عبادت کی طرف بھی مائل کرتا ہے۔ پس یہ سوچ ہم احمدیوں کی ہے کہ ہم تو مختلف قوموں کے ساتھ مل جل کر اس لیے رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور ایک دوسرے کا خیال رکھو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ مسجد جس کا نام صادق مسجد رکھا گیا ہے جب مکمل ہوگی اور اس پر صادق مسجد لکھا جائے گا اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ سچا اور سچائی کو پھیلانے والا، سچ پھیلانے والا۔ پس یہ سچائی کی جو صفت ہے اور یہ سچائی کی جو اہمیت ہے، ہر احمدی کے ہر عمل سے واضح ہوتی ہے اور ہونی چاہئے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس مسجد کے بننے کے بعد اس کو مزید خوبصورت رنگ میں یہاں کے لوگ دیکھیں گے کہ احمدی جو بات کہتے ہیں سچ کہتے ہیں اور سچّائی کے پھیلانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں یہی سکھایا ہے کہ وہ بات نہ کہو جو تم کرتے نہیں۔ پس جب ہم کہتے ہیں کہ محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں تو یہ سچائی ہے جسے ہم صرف کہتے نہیں بلکہ کرتے بھی ہیں۔ اور یہ اظہار یہاں کے مقامی لوگ محسوس کرتے بھی ہوں گے اور انشاء اللہ مسجد بننے کے بعد مزید محسوس بھی کریں گے۔ دیکھیں گے اور ان پر ظاہر ہوگا کہ یہ جو سچائی ہے، جو جماعت احمدیہ کا طرّہ امتیاز ہے ان کی خاص صفت ہے۔ وہ پہلے سے بڑھ کر اس مسجد کے بننے سے ظاہر ہو رہی ہے اور مسجد ایک ایسی جگہ بننے والی ہے جہاں لوگ صرف خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہی اکٹھے نہیں ہوتے بلکہ اس سچے پیغام کو پہنچانے اور اس پر عمل کرنے کے لئے بھی اکٹھے ہوتے ہیں جو ان کو خدا تعالیٰ نے دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جہاں تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو وہاں اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حق بھی ادا کرو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یہ حق کی ادائیگی ہی ہے جس کی وجہ سے ہم ہر انسان سے محبت کرتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم خدمت خلق کے کام بھی کرتے ہیں۔ یہاں بھی شاید اور باقی شہروں میں بھی اور دنیا کے ہر شہر میں جہاں جماعت احمدیہ ہے ہر سال صفائی کا پروگرام ہمارے نوجوان کرتے ہیں وہ اسی خدمت خلق کی وجہ سے ہی ہے تا کہ نیا سال جب طلوع ہو ہر شخص جو کسی بھی شہر میں رہتا ہے جب نئے سال کا سورج طلوع ہو تو وہ دیکھے کہ ہمارا شہر جو ہے وہ صاف اور ستھرا ہے اور یہ صفائی ان لوگوں نے کی ہے جو روحانی صفائی کرنے والے بھی ہیں اور سچائی کے پھیلانے والے بھی ہیں اور مادی صفائی کرنے والے بھی ہیں۔ پس یہ پیغام دنیا کے لئے خوبصورت ہے اور یہ مزید خوبصورت اس وقت بنتا ہے جب احمدی اس پر عمل کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ پس یہاں مَیں یہ بتا دوں کہ جب ہم یہ سچائی پھیلاتے ہیں۔ کسی ایک مقرر نے کہا کہ جرمنی کا حصہ اپنے آپ کو تصور کرتے ہیں، تبھی یہاں مسجد بھی بن رہی ہے۔ ہم صرف تصور نہیں کرتے بلکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہاں کا رہنے والا ہر شہری جو جرمن شہری ہے جس کو یہاں کی شہریت مل چکی ہے جو یہاں سے مفاد حاصل کر رہا ہے وہ جرمنی کا حصہ ہے اور ملک سے وفا اس کا ایک خاص وصف ہونا چاہئے کیونکہ اس کے بغیر اگر وہ یہ کام نہیں کر رہا تو نہ وہ دین کی خدمت کر رہا ہے نہ ہی انسانیت کی خدمت کر رہا ہے، نہ خدا تعالیٰ کا حق ادا کر رہا ہے۔ پس ہمارا ہر کام سچ پر ہے۔ سچائی پر ہے۔ انصاف پر ہے اور ہمارا ہر پیغام امن، محبت، سلامتی اور پیار کا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یہی پیغام ہے جو آج مَیں دوبارہ اپنے احمدیوں کو بھی دیتا ہوں کہ آپ لوگوں نے اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ اس پیغام کو مزید پھیلانا ہے۔ اپنے ہر عمل سے اس کا مزید اظہار کرنا ہے اور جب انشاء اللہ تعالیٰ مسجد بن جائے گی۔ تو پھر اور لوگوں پر واضح کرنا ہے کہ ہم حقیقت میں کیا ہیں۔ ہم وہ ہیں جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہیں۔ اور اس کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے انسانیت کی خدمت کرنے والے ہیں۔ اور مہمانوں سے بھی مَیں یہی کہوں گا کہ اگر کسی کے ذہن میں کسی قسم کا کوئی تحفظ ہے تو وہ شک و شبہ دور ہو جانا چاہئے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب یہ مسجد بنے گی تو پہلے سے بڑھ کر ہم احمدیوں سے وہ محبت، پیار اور سلامتی اور امن کی باتیں نہ صرف سنیں گے بلکہ ہمارے ہر عمل سے دیکھیں گے۔ انشاء اللہ۔ جزاک اللہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب آٹھ بج کر 7 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اُس جگہ تشریف لے گئے جہاں ''مسجد صادق'' کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا۔

''مسجد صادق'' کا سنگ بنیاد

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنیادی اینٹ دعاؤں کے ساتھ نصب فرمائی۔ بعد ازاں حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا العالی نے دوسری اینٹ رکھی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے ایک اینٹ نصب کی۔ بعد ازاں سٹی کونسلر Mr. Phillip von Leonhardi نے بھی ایک اینٹ رکھی۔

اس کے بعد علی الترتیب درج ذیل جماعتی عہدیداران نے بھی ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت پائی: عبدالماجد طاہر (ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)، مکرم حیدر علی ظفر صاحب (مبلغ انچارج جرمنی)، مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری)، مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب (صدر مجلس انصار اللہ جرمنی)، مکرم محمد نعمان صاحب (معاون صدر خدام الاحمدیہ جرمنی)، مکرمہ امۃ الحیٔ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی، مکرم خاور افتخار صاحب (نیشنل سیکرٹری ضیافت)، مکرم مظفر احمد ظفر صاحب (ریجنل امیر)، مکرم عاطف شہزاد ورک صاحب (صدر جماعت کاربن)، مکرم مسعود جاوید صاحب (سیکرٹری جائیداد کاربن)، مکرم محمد عارف ورک صاحب (زعیم انصار اللہ کاربن)، مکرم فرخ امین طاہر صاحب (قائد مجلس کاربن) مکرمہ بشریٰ جاوید صاحبہ (صدر لجنہ کاربن)۔

علاوہ ازیں واقفین نو میں سے عزیزہ علیشا سبین ورک نے ایک اینٹ رکھی اور عزیزم معین احمد گوندل نے بھی ایک اینٹ رکھی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مارکی میں تشریف لے آئے جہاں مقامی جماعت نے اس تقریب میں شامل ہونے والے تمام احباب اور مہمانوں کے لئے چائے اور ریفریشمنٹ کا انتظام کیا ہوا تھا۔

تقریب میں شامل مہمان

آج ''مسجد صادق'' کے سنگ بنیاد کی اس تقریب میں 77 جرمن مہمان شامل ہوئے جن میں علاقہ کے میئر، 9 سیاسی شخصیات، دو سیاسی جماعتوں کے مقامی سربراہ، آٹھ میڈیکل ڈاکٹرز، دو پادری، اس کے علاوہ سکول ٹیچرز، وکلاء اور زندگی کے دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے مہمان شامل تھے۔

اس کے علاوہ ٹی وی HR کا نمائندہ اور دو اخبارات "Neu Presse" اور "Wetterau" کے نمائندے بھی آئے ہوئے تھے۔

ریفریشمنٹ کے پروگرام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کی مارکی میں تشریف لے گئے جہاں خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہوئیں اور بچیوں نے دعائیہ نظمیں اور خیر مقدمی گیت اور ترانے پیش کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

جب حضور انور لجنہ کی مارکی سے باہر تشریف لائے تو بچے سامنے ایک قطار میں کھڑے تھے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت ان بچوں کو بھی چاکلیٹ عطا فرمائے۔

بعد ازاں لوکل مجلس عاملہ کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

اس کے بعد آٹھ بج کر 45 منٹ پر یہاں سے واپس بیت السبوح کے لئے روانگی ہوئی اور قریباً پندرہ منٹ کے سفر کے بعد نو بجے بیت السبوح تشریف آوری ہوئی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

تقریب آمین

پروگرام کے مطابق ساڑھے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے ہال میں تشریف لائے اور تقریب آمین منعقد ہوئی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل 25 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

عزیزم فارس احمد ساہی، عزیزم حاشر محمود، معید محمود، یونس احمد، ہاشم احمد، اطہر احمد، شازل کریم، اویس احمد، شمائل احمد شیروز، ہاشم احمد داؤد، نوید اسلام، مرزا اوماہ الدین زین احمد، مرزا دانش احمد، حارث احمد مرزا، مدثر مظفر، ریان تاشف احمد، شاویز منصور۔

عزیزہ زورا خان، بجیلہ منوّر، امینہ ملک، ملیحہ باجوہ، علیزہ باجوہ، بریرہ مبشر، عاشبہ چوہدری، عزیزہ فریحہ ایمان۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

....

تقاریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات

آج Friedberg کی ''مسجد دارالامان'' کی افتتاحی تقریب میں جو مہمان تشریف لائے۔ اسی طرح جو مہمان ''مسجد صادق کاربن'' کے سنگ بنیاد کے موقع پر تشریف لائے وہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پُرنور شخصیت اور خطابات سے بیحد متأثر ہوئے اور اپنے تأثرات اور جذبات کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے۔

تقریب افتتاح مسجد دارالامان فرید برگ

❁ پولیس کی ایک خاتون نے کہا کہ مَیں آج کی تقریب سے بہت متأثر ہوئی ہوں۔ حضور انور کا خطاب بہت پُراثر تھا اور دلوں میں اترنے والا تھا۔ مجھے خلیفۃ المسیح سے گفتگو کرنے کا موقع ملا، مَیں اس بات کو اپنے لئے بہت بڑا اعزاز سمجھتی ہوں۔

❁ ایک دوسری پولیس کی خاتون نے کہا کہ اس وقت میرے لئے جذبات سے پُرکیفیت ہے کہ مَیں نے اپنی زندگی میں ایک ایسی شخصیت کو دیکھا ہے جو ساری دنیا کے احمدیوں کے سربراہ ہیں۔ آج مجھے یہ بھی اعزاز حاصل ہوا ہے کہ مَیں نے خلیفۃ المسیح کو پولیس کی طرف سے تحفہ پیش کیا۔

❁ ایک مہمان نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مَیں نے خلیفۃ المسیح کی تقریر آدھی اردو میں سنی اور آدھی جرمن میں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مَیں براہ راست خلیفۃ المسیح کی آواز سننا چاہتا تھا اور اردو زبان بھی سننا چاہتا تھا۔ خلیفہ کے الفاظ بہت سوچ سمجھ کر منتخب شدہ تھے۔ مجھے بہت اچھا لگا کہ انہوں نے اپنی جماعت کو حکم دیا کہ وہ ملک کی ترقی کے لئے کام کریں۔

❁ ایک ممبر صوبائی اسمبلی نے کہا کہ مَیں جب بھی آپ کے پروگراموں میں آتا ہوں ایک بڑا پُرامن ماحول ہوتا ہے۔ اس لئے مَیں بار بار آتا ہوں۔ خلیفۃ المسیح کو کئی سالوں سے جانتا ہوں اور کئی مرتبہ ان سے ملنے کا اعزاز رکھتا ہوں۔ خلیفۃ المسیح کا امن کا پیغام پہنچانے کا انداز بہت مؤثر ہے اور ان کی ہر بات انسان کو قائل کر لیتی ہے۔

❁ ایک مہمان نے اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ خلیفۃ المسیح کی بات جسم میں سرایت کر جاتی ہے اور خلیفۃ المسیح کی ہر بات اُس آدمی کے دل کی آواز ہے جو امن اور سلامتی چاہتا ہے۔

❁ ایک خاتون مہمان نے کہا کہ خلیفۃ المسیح کی شخصیت بہت متأثر کن ہے۔ حضور انور کے خطاب نے دل پر گہرا اثر چھوڑا ہے۔ خلیفہ کے خطاب سے مجھے یہ محسوس ہوا کہ ہم سب ایک ہی خدا کو مانتے ہیں اور یہ کہ محبت ہر مذہب میں پائی جاتی ہے۔ یہاں مجھے اپنے ایمان کا عکس نظر آیا۔

❁ ایک مہمان نے کہا کہ مجھے آج کی تقریب نے حیران کر دیا ہے۔ خلیفۃ المسیح کے خطاب سے بیحد متأثر ہوا ہوں۔ بہت اچھی تقریب تھی۔ جرمن لوگوں کو چاہئے کہ آپ احمدی لوگوں سے کچھ سیکھیں۔

❁ جرمنی کی Grüne پارٹی کے ایک ممبر Mehmet Turan نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خلیفۃ المسیح کا خطاب نہایت پُرکشش اور دلچسپ تھا۔ آپ کے خطاب سے تمام سیاستدان بیحد متأثر ہوئے اور اس کا اظہار ان کے چہروں سے عیاں تھا۔ خلیفۃ المسیح کی یہ بات بڑی مؤثر اور پُرحکمت ہے کہ آپ نے اپنی جماعت کے تمام ممبران کو ملک جرمنی کی ترقی میں حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی۔ آج کی یہ تقریب ہر لحاظ سے کامیاب تھی۔

❁ اخبار "Wetterauer Zeitung" کے چیف ایڈیٹر Wagner نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ خلیفۃ المسیح کا خطاب نہایت متأثر کُن تھا اور مکمل نشست کامل طور پر منظّم تھی۔ ایک اور بات جو مجھے بہت ہی اچھی لگی وہ یہ ہے کہ جس جگہ پر بھی مَیں تھا چاہے مسجد ہو یا مارکی ہو یا شجرکاری ہو، ہر جگہ، ہر موقع پر کوئی نہ کوئی فرد جماعت میری معاونت کے لئے ضرور موجود ہوتا تھا۔

❁ ایک مہمان نے کہا کہ خلیفۃ المسیح کی تقریب بہت اہم تھی۔ یہ امن کا پیغام تھا۔ خلیفہ بہت گہرائی سے سوچنے والے انسان ہیں جو اپنے الفاظ بہت سوچ کر چنتے ہیں۔ جماعت احمدیہ بین المذاہب گفتگو میں ایک انجن کی طرح ہے جو سارے مذاہب کو ساتھ لے کر چلتی ہے۔

❁ ایک مہمان Markus Lotz نے کہا کہ خلیفۃ المسیح نے بہت پیارا پیغام دیا ہے جس کا دل پر اثر ہوا ہے۔ خلیفۃ المسیح ایک روحانی شخصیت ہیں۔ ایک پُرسکون شخصیت ہیں۔ آپ کی آواز بہت اثر کرنے والی ہے۔

مسجد صادق کاربن کے سنگ بنیاد کی تقریب پر مہمانوں کے تأثرات

❁ کونسل کے ممبر Mr. Phillip Von Leonardhi نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ خلیفۃ المسیح ایسی شخصیت ہیں جن کو زندگی کے بارہ میں بہت تجربہ ہے اور ان کا علم بہت پختہ ہے۔ خلیفۃ المسیح کے ساتھ بات کرنے سے مَیں بہت محظوظ ہوا ہوں۔ گفتگو کے دوران آپ نے کچھ ذاتی تجربوں کے بارہ میں بھی بتایا اور جنوبی انڈیا کے حوالہ سے بھی آپس میں تجربوں کا تبادلہ ہوا۔ وہ چند منٹ جو مَیں نے آپ کے ساتھ گزارے میرے لئے بہت یادگار تھے۔

❁ ایک مہمان نے کہا کہ خلیفۃ المسیح سے گفتگو کرنا میرے لئے موجب عزّت ہے اور آپ سے مل کر مَیں نے محسوس کیا ہے کہ آپ میں امن اور پیار کی اس قدر کشش ہے جو سکون دیتی ہے۔

❁ ایک مہمان نے کہا کہ مَیں نے خلیفۃ المسیح سے گفتگو کی۔ خلیفہ سے امن اور محبت کی لہریں پھوٹتی ہیں جو انسان کے دل پر اثر کرتی ہیں اور بہت سکون ملتا ہے۔

❁ ایک مہمان نے کہا کہ آج اس مجلس سے صاف طور پر نظر آرہا ہے کہ یہ کوئی تشدّد پسند جماعت نہیں ہے اور جو بات بھی کہی جارہی ہے وہ صدق دل سے کہی جارہی ہے اور آج یہ ساری مجلس ہی پیار کی فضا سے بھری ہوئی ہے۔

❁ ایک مہمان نے کہا کہ خلیفۃ المسیح ایک بہت بڑی شخصیت ہیں۔ میرے لئے یہ تعجب کی بات ہے کہ آپ اتنی زیادہ مصروفیات کے باوجود کس طرح آرام اور تحمّل سے ان امور میں لگے ہوئے ہیں۔ آج بھی آپ نے پہلے ایک مسجد کا افتتاح کیا ہے اور اس طرح کے مصروف دن کے بعد اب یہاں مسجد کا سنگ بنیاد رکھ رہے ہیں۔ اتنی مصروفیت کے بعد بھی آپ تحمّل کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔

❁ ایک مہمان نے کہا کہ خلیفۃ المسیح بہت منکسر المزاج ہیں اور مَیں آپ کے خطاب سے بہت متأثر ہوا ہوں۔ بہت منظّم پروگرام تھا۔ ہم بہت اچھا اثر لے کر جارہے ہیں۔

❁ ایک مہمان نے کہا کہ خلیفۃ المسیح کی ایک خاص شخصیت ہے۔ بڑی پُرسکون شخصیت ہے۔ خلیفۃ المسیح کی حرکات وسکنات سے سکون اور وقار جھلکتا ہے۔

الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا

❁ مسجد دارالامان کے افتتاح اور مسجد صادق کے سنگ بنیاد کی خبریں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں آئیں۔

❁ صوبائی ٹی وی TV HR نے پونے چار منٹ کی تفصیلی خبر دی۔ اس میں حضور انور کی فرید برگ آمد اور مسجد کے افتتاح کا منظر دکھایا اور جماعت کا تعارف کروایا گیا۔ نیز بتایا گیا کہ جماعت بہت روادار ہے لیکن خاندانی نظام میں قدامت پسند ہے چنانچہ ان کی عورتیں سر ڈھانپتی ہیں۔

❁ Asfelder Allgemeine نے دو صفحے کی تفصیلی خبر دی۔ اِس میں بتایا کہ خلیفہ نے انٹیگریشن، سلامتی اور امن کے بارہ میں بات کی۔ انہوں نے زور دیا کہ ہر ملک کے احمدیوں کو اس ملک کی خدمت کرنی چاہیے جس میں وہ رہتے ہیں۔ انہیں ملک کی ترقی میں حصہ لینا چاہئے۔ امن صرف محبت کے ذریعہ سے ہی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

❁ Wiesbadener Kurier نے اور اسی طرح Rhein Main Presse نے دونوں مساجد کی مشترکہ خبر دی۔

❁ Oberhessische Zeitung نے بھی مسجد کے افتتاح کی خبر دی اور حضور انور کے خطاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ خلیفۃ المسیح نے فرمایا تھا کہ ہمیں یہ پیغام لازماً پھیلانا چاہئے کہ اسلام ایک پُرامن مذہب ہے

❁ Oberhessische Presse نے اور Gelnhauser ،Giessener Zeitung Allgemeine اور Focus ،Tageblatt Zeitung نے بھی دونوں مساجد کے حوالہ سے خبریں دیں اور یہ خبر مورفیلدن شہر نے اور Mittelhessen.de نے آن لائن دی ہے۔

❁ اس طرح الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں ان دونوں مساجد کے حوالہ سے تقریبات کی کورتیج ہوئی ہے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ یوکے
از صفحہ 15

کے فضل سے جماعت احمدیہ کا قیام اب تک 200 سے زائد ممالک میں ہو چکا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ محض دنیاوی اور سیاسی بصیرت رکھنے والے لوگوں نے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اکثر بڑے طاقت ور اور تباہ کن ہتھیاروں کا استعمال کیا ہے لیکن جماعت احمدیہ ہمیشہ پُرامن ذرائع کو بروئے کار لاتی رہی ہے اور اپنی اسی روش پر قائم رہے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

'ایک احمدی مسلمان کبھی بھی دنیاوی ہتھیاروں کا انتخاب نہیں کرے گا بلکہ ایک احمدی مسلمان کو صرف روحانی ہتھیاروں اور دعاؤں کی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنے روحانی مقاصد کو پورا کرنے والا ہو۔'

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کی ترقی اور کامیابی افرادِ جماعت کے اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کرنے پر اور حقوق العباد ادا کرنے پر منحصر ہے اور اسلام نے ہمیں ان دونوں فرائض کی سرانجام دہی کی تعلیم دی ہے۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دوبارہ اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ سب احمدی اپنے اخلاق کو اعلیٰ معیاروں تک پہنچائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

'آپ کے اخلاق ایسے ہونے چاہئیں کہ وہ پوری دنیا کے لئے ایک نمونہ ہوں ...... اپنے اعلیٰ اخلاق کے ذریعہ آپ ایک مخفی تبلیغ کر رہے ہوں گے۔ بجائے اس کے کہ آپ دوسروں کی طرف دیکھیں آپ کو چاہیے کہ اپنے آپ کو دیکھیں اور سوچیں کہ آپ کا عمل کیسا ہونا چاہیے اور بغیر کسی غلط فہمی کو پیدا کیے یا دورنگی کا راستہ اپنائے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنا چاہیے۔'

42ویں سالانہ اجتماع کا مرکزی موضوع 'حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد' تھا۔ اجتماع کے دوران خدام و اطفال نے تلاوت قرآن کریم، نظم اور تقاریر وغیرہ مختلف علمی مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ نیز ورزشی مقابلہ جات میں کرکٹ، فٹ بال، والی بال کے علاوہ کئی اور مقابلہ جات بھی ہوئے۔

اس سال ایک Discovery Marquee بھی لگائی گئی تھی جہاں 24 مختلف موضوعات پر مشتمل ورکشاپس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ نیز ایک عارضی لائبریری کے قیام سے شاملین اجتماع کو کتب کے مطالعہ کا بھی موقع فراہم کیا گیا۔ نوجوانوں کے لئے ایک Indoor Games Marquee بھی لگائی گئی جس میں ان کو ایک بے تکلفانہ ماحول میں ٹیبل ٹینس اور شطرنج کے علاوہ کئی اور اِن ڈور گیمز کھیلنے کا موقع ملا۔

اجتماع کی ایک کشش تاریخ اسلام کے موضوع پر لگائی گئی ایک نمائش (exhibition) تھی جسے اکثریت نے پسند کیا۔

محترم چوہدری نور احمد صاحب عابدؔ (مرحوم)

(فرید احمد ناصر۔مربی سلسلہ ایم ٹی اے ربوہ)

میرے والد مکرم چوہدری نور احمد عابدؔ صاحب 3/اپریل 1919ء کو علی پور ضلع لاہور (جو آج کل ضلع قصور میں شامل ہے) میں پیدا ہوئے۔آپ اپنے بہن بھائیوں میں دسویں نمبر پر تھے۔آپ کا نام حضرت مصلح موعودؓ نے رکھا۔چونکہ آپ کے والد مکرم میاں محمد ابراہیم صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آباء کا تعلّق خود پور مانگا سے تھا مگر بوجوہ وہاں سے نقل مکانی کے بعد یہ خاندان چک نمبر 6-11/L ضلع منٹگمری (حال ساہیوال) میں آباد ہو گیا تھا اس لیے میرے والد صاحب نے ششم جماعت تک ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں اور اُس سے ملحقہ گاؤں کے گورنمنٹ سکول میں حاصل کی۔ میرے داداجان کو اُن کے کسی دوست نے تحریک کی تو میرے والد صاحب کو قادیان مدرسہ احمدیہ میں داخل کروادیا گیا۔جہاں پر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کئی ایک صحابہ سے شرفِ تلمّذ حاصل کیا جن میں حضرت عبدالرحمٰن صاحب جٹؓ، حضرت میاں ابراہیم صاحب قادیانیؓ، حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب سنگھؓ، حضرت ماسٹر مولا بخش صاحبؓ، حضرت ماسٹر محمد طفیل صاحبؓ شامل ہیں۔

1941ء میں آپ ملازمت کی غرض سے فوج میں بھرتی ہو گئے۔آغاز میں آپ نے وائرلیس آپریٹر کے طور پر کام کیا۔بعدازاں آپ کو حوالدار کلرک کی پوسٹ پر بھرتی کر لیا گیا۔دوسری جنگ عظیم کے دوران آپ سنگاپور اور برما کے محاذ پر رہے۔فوج کی ملازمت کے دوران آپ بریلی، انبالہ، فیروزپور، کلکتہ، بنگال اور کومیلا کے علاوہ راولپنڈی، مری، ایبٹ آباد، کیمل پور، لاہور، ملتان، سرگودھا اور کوئٹہ میں تعینات رہے اور آخر الذکر سنٹر سے 16/جون 1962ء کو ریٹائرڈ ہوئے۔آپ کو نہایت اچھی کارکردگی پر ایک اعزازی سرٹیفکیٹ جاری کیا گیا جبکہ اس کے علاوہ چند ایک تمغوں سے بھی نوازا گیا۔ریٹائرمنٹ کے وقت آپ ای ایم ای برانچ کوئٹہ میں آفس سپرنٹنڈنٹ تعینات تھے۔

ٹاؤن کمیٹی ربوہ میں ملازمت کا دَور

آپ نے اپنے اہلِ خانہ کو احمد نگر رہائش کی غرض سے منتقل کر رکھا تھا۔اس لیے فوج سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد آپ نے فضل عمر ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں ملازمت اختیار کر لی۔اس کے چند ہی ماہ بعد ربوہ میں ٹاؤن کمیٹی کی منظوری ہو گئی۔مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب کی تحریک پر والد صاحب نے جھنگ شہر میں جا کر انٹرویو دیا۔ڈپٹی کمشنر صاحب جھنگ نے آپ کی تقرری بطور سیکرٹری ٹاؤن کمیٹی ربوہ کا حکم دے کر آپ کو ربوہ کا چارج سپرد کر دیا۔ اُس وقت مجلس انصاراللہ پاکستان کے بالمقابل ایک مکان میں عارضی ٹاؤن کمیٹی کا دفتر تھا بعدازاں آپ ہی کے دور میں دفاتر وقف جدید کے بالمقابل ٹاؤن کمیٹی ربوہ کا دفتر قائم ہوا۔ آپ 25/اکتوبر 1962ء سے 10/اکتوبر 1968ء تک اپنے شہر ربوہ میں بطور سیکرٹری ٹاؤن کمیٹی تعینات رہے۔ربوہ ٹاؤن کمیٹی میں تعینات ہونے والے آپ آج تک پہلے اور آخری احمدی سیکرٹری ہیں۔اس دوران آپ نے گراں قدر خدمات کی توفیق پائی جن میں صاف پانی کی سپلائی کے علاوہ 1968ء میں ہی ربوہ کے لیے منظور کروائی جانے والی سوئی گیس کا حصول تھا جبکہ اُس وقت تک چنیوٹ شہر سوئی گیس سے کلیتاً محروم تھا۔مکرم سیّد حسن خان صاحب آف یو کے نے اپنی تصنیف ''ربوہ کی چند پرانی یادیں'' میں اس کا تذکرہ میرے والد صاحب کے تعارف میں صفحہ نمبر 69 پر کیا ہے۔ ربوہ کے پرانے باسی اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ ربوہ کی گلیوں میں ابتدا میں گورنمنٹ کی طرف سے لگوائے جانے والے سایہ دار اور کلر ختم کرنے کے لیے درخت آپ ہی کے دَور میں لگوائے گئے تھے۔جن میں سفیدہ، شریں، شیشم اور دیسی کیکر قابل ذکر ہیں جو آج بھی کہیں کہیں دکھائی دیتے ہوئے ربوہ کے ماضی کی حسین یادوں کو تازہ کرتے ہیں۔

ربوہ کے علاوہ آپ جھنگ، فیصل آباد، خوشاب، بھیرہ اور پیر محل میں بطور ٹیکسیشن آفیسر تعینات رہے۔ 1979ء میں پیر محل سے آپ اس گورنمنٹ ملازمت سے باعزت ریٹائرڈ ہوئے۔

میرے والد صاحب باوجود اس کے کہ گورنمنٹ میں ایسی پوسٹ پر فائز تھے جہاں رشوت لینا معمول کا کام سمجھا جاتا ہے۔لیکن اپنے اور غیر اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ نے خدا کے فضل سے اس معاملے میں بھی نہایت پاکیزہ اور دیانتدار زندگی گزاری اور ایسا کوئی داغ آپ کی ذات کی شفافیت کو گندا نہ کر سکا۔اس کے ساتھ ساتھ آپ نے ہمیشہ گورنمنٹ کے مفاد کو اپنے ذاتی مفاد پر ترجیح دی جو ایک احمدی کی حقیقی شان ہے۔جلسہ سالانہ کے ایّام میں ربوہ کی رونقیں دوچند ہو جایا کرتی تھیں۔ پاکستان کے دور و نزدیک سے قافلے جلسے میں شمولیت کے لیے دیوانہ وار مرکز کی طرف دوڑے چلے آتے تھے۔جلسہ سالانہ کے لئے چلائی جانے والی خصوصی ریل گاڑیوں میں زائد بوگیاں لگا دی جاتی تھیں۔اُن دنوں ربوہ کے ریلوے سٹیشن پر مہمانوں کی آمد کے لیے ڈیوٹی پر کارکنانِ جلسہ سالانہ ہمہ وقت موجود ہوتے۔اُنہیں میں میرے سب سے بڑے بھائی انیس احمد فاروق بھی وہیں پر ڈیوٹی سرانجام دے رہے تھے۔مہمان اپنے ہمراہ کچھ نہ کچھ سامان بھی لاتے۔اُنہیں قافلوں میں ایک خاتون اپنے ساتھ سلائی مشین لے کر آئیں جس پر محصول لگتا تھا۔چونگی محرّر نے جو وہاں ٹاؤن کمیٹی کی طرف سے ڈیوٹی پر موجود تھا جلسہ کی مہمان خاتون سے محصول کی پرچی دریافت کی جو اُس کے پاس موجود نہ تھی۔ وہاں پر اُس وقت مکرم پروفیسر عبدالرشید غنی صاحب مصنّف ''اسلام کا وراثتی نظام'' جلسہ سالانہ کی طرف سے ڈیوٹی انچارج تھے۔معاملہ اُن کی خدمت میں رکھا گیا۔جب بات طول پکڑ گئی تو عین اُس وقت میرے والد صاحب جو اُن دنوں ٹاؤن کمیٹی ربوہ کے سیکرٹری تھے وہاں کسی کام کے سلسلہ میں پہنچے۔غنی صاحب نے فرمایا'' لیں جی سیکرٹری صاحب آگئے ہیں اِن سے دریافت کر لیتے ہیں''۔معاملہ سامنے رکھا گیا۔ایک طرف جلسہ سالانہ کا مہمان جبکہ دوسری طرف گورنمنٹ کا اصول اور اس کا مفاد۔والد صاحب نے سارا مسئلہ سنا اور کہا کہ ''محصول لگے گا مہمان کو کوئی استثناء نہیں ہے'' اور چلے گئے۔

اُس عرصے میں جب میرے والد صاحب سیکرٹری ٹاؤن کمیٹی ربوہ تھے۔ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا کچھ سامان ربوہ اڈے پر اُترا۔چونکہ محصول وغیرہ کے لئے گورنمنٹ کی سطح پر ذمہ داری ٹاؤن کمیٹی کی ہوتی ہے۔اس لئے وہاں پر ہمہ وقت ٹاؤن کمیٹی کے ماتحت چونگی محرّر چیک کرنے کے لئے موجود ہوتے ہیں۔اسی دوران چونگی محرّر نے سامان لانے والے فرد سے محصول کے متعلق پوچھا۔ اُس نے بتایا کہ یہ حضرت صاحب کا سامان ہے۔یہ معاملہ بھی میرے والد صاحب تک پہنچا تو آپ نے گورنمنٹ کے مقرر کردہ اصول کے مطابق فیصلہ دیا کہ محصول بہر صورت لگے گا۔یہ بات حضرت صاحب تک پہنچی تو حضور نے اس کے متعلق فرمایا کہ'' عابدؔ صاحب نے بالکل ٹھیک فیصلہ کیا ہے''۔

میرے سب سے بڑے بہنوئی شریف احمد آصف نے ایک بینک میں ملازمت کی خاطر درخواست دی اُن دنوں والد صاحب میونسپل کارپوریشن فیصل آباد میں بطور ٹیکسیشن آفیسر تعینات تھے۔بینک نے کہا کہ ملازمت مِل جائے گی مگر پانچ لاکھ روپے بینک میں ملازم ہونے والے کے اکاؤنٹ میں پہلے جمع کروادیں۔اس دوران آپ کے پاس کچھ ایسے لوگ بیٹھے تھے جو کہ ٹیکس کے سلسلہ میں آپ کے پاس آئے تھے۔انہوں نے یہ گفتگو سن کر آفر دی کہ پانچ لاکھ ہم جمع کروا دیتے ہیں آپ ہمارا ٹیکس دو فیصد کم کر دیں۔مگر آپ نے کہا گورنمنٹ کو ایک پیسہ کا بھی نقصان نہیں ہونے دوں گا۔میرا داماد بے شک فارغ پھرتا رہے۔

میرے بڑے بھائی شاہد لطیف احمد (حال مقیم جرمنی) بتاتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ ڈاک سے آمدہ خط کے لفافے پر سے پچیس پیسے کی ٹکٹ اِس لئے اُتار لی کہ اُس پر ڈاک خانے کی طرف سے مُہر نہیں لگی تھی اور اِس طرح وہ دوبارہ استعمال میں لائی جا سکتی تھی۔میں نے وہ ٹکٹ اپنے والد صاحب کو دی تو اُنہوں نے دریافت کیا کہ یہ کہاں سے ملی؟ جس پر میں نے کہا کہ استعمال شدہ لفافے سے اُتاری ہے۔والد صاحب نے وہ ٹکٹ وہیں پھاڑ دی اور کہا کہ'' بیٹا یہ مُلک سے غداری اور دھوکہ ہے''۔

دورانِ ملازمت کئی احمدی احباب اپنے جماعتی دوروں یا ذاتی کاموں کے لئے آپ کے پاس مہمان ٹھہرتے تھے۔آپ نے اس سلسلے میں مہمان نوازی میں کبھی کمی نہیں آنے دی۔اسی طرح احمدی احباب کے تمام جائز کام آپ ذاتی دلچسپی کے ساتھ بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ کرنے کے عادی تھے۔ میرے بڑے بھائی انیس احمد فاروق بتاتے ہیں کہ ابا جان جب بھی اتوار والے دن جھنگ سے آتے تو بہت سے احمدی احباب کے ضروری کاغذات تیار کروا کر ساتھ لایا کرتے تھے۔

خلافتِ ثانیہ کا حسین دور

1937ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد پر کہ "نوجوان خدمتِ دین کے لیے باہر جائیں خود کمائیں اور تبلیغ کریں " میرے والد صاحب مکرم فضل اِلٰہی صاحب بشیر کی تحریک پر عازمِ سندھ ہوئے۔کوٹ سماںہ، ترنڈا کی جماعتوں سے ہوتے ہوئے کوٹری، حیدرآباد اور پھلیلی میں تبلیغی خدمات انجام دیں اور اپنی معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ریلوے اسٹیشن پر قلی کا کام کیا، اُبلے چنے فروخت کیے، چُوڑیاں پگھلا کر مینا کاری سیکھی۔ ٹیوشن پر بچے پڑھائے اور کچے چمڑے کی خرید و فروخت جیسے کام کیے۔

والد صاحب ہر دو ملازمتوں کے دوران جہاں جہاں تعینات رہے نظامِ جماعت اور خلافت سے گہرا تعلق رکھا۔ فوج کی ملازمت کے دوران دوسری جنگ عظیم میں آپ کا برما اور سنگاپور سے بھی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلسل رابطہ تھا۔چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے برما سے حضرت صاحب کی خدمت میں خط ارسال کیا اُسی دوران آپ نے چھٹی کی درخواست بھی دے رکھی تھی جو فوج کے ہیڈ آفس سے منظور ہو گئی۔آپ رخصت منظور ہونے پر سیدھے قادیان حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔حضرت صاحب نے دورانِ ملاقات پہلا سوال یہی کیا کہ آپ تو برما تھے۔جواباً عرض کیا کہ جی حضور میں رخصت پر آیا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ آپ نے تو اپنے گاؤں جانا تھا۔عرض کی کہ حضور میں نے سوچا کہ مَیں پہلے اپنے آقا سے ملاقات کر لوں۔ چنانچہ اسی ماحول میں یہ ملاقات ہوئی۔ اسی طرح جب آپ سنگاپور میں فوج کے تحت ملازم تھے تو ایک دفعہ آپ قادیان آئے مسجد مبارک قادیان میں یہ اعلان ہوا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی دوست سنگاپور سے آئے ہیں تو وہ مجھ سے مِل کر جائیں۔والد صاحب نے یہ اعلان سنا تو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُسی وقت آپ کی ملاقات حضور سے کروائی گئی۔ والد صاحب نے عرض کیا کہ حضور آپ کا ارشاد سن کر حاضر ہوا ہوں۔حضور نے فرمایا کہ میں نے صرف اتنا کہنا تھا کہ جو دوست سنگاپور سے آئے ہیں وہ چندہ سنگاپور میں دیں۔

1943ء میں جب والد صاحب فوج میں تھے۔ آپ بیماری کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہوئے اِسی دوران آپ نے داڑھی رکھ لی۔ہسپتال سے ڈسچارج ہونے پر اپنی یونٹ میں پریڈ کے دوران انگریز افسر نے آپ سے انسپیکشن کے دوران شیو نہ بنانے کی وجہ پوچھی تو آپ نے بتایا کہ میں نے داڑھی رکھ لی ہے جس پر آپ کو فوجی حوالات بھیج دیا گیا۔آپ نے بذریعہ تار اِس کی اطلاع حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کر دی۔ چند دن بعد ڈویژن ہیڈکواٹر کی طرف سے رول کال میں یہ آرڈر پڑھ کر سُنایا گیا کہ اگر کوئی مسلمان داڑھی بڑھانا چاہے تو اُسے اِس کی اجازت ہے چنانچہ آپ کو حوالات سے رِہا کر دیا گیا اور آپ کی داڑھی قائم رہی۔

1931ء میں آپ کو قادیان میں بارہ سال کی عمر میں سیرۃ النبیؐ کے جلسہ پر تقریر کرنے کا موقع ملا جس کا عنوان تھا'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ تبلیغ'' اُس جلسہ کی صدارت حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحبؓ فرما رہے تھے۔آپ کو حضرت مصلح موعودؓ کے مسجد مبارک قادیان کی چھت پر دیئے جانے والے درس القرآن سننے کا موقع بھی میسر آیا۔

آپ چونکہ قادیان دارالامان میں رہ چکے تھے اس لئے آپ کی شاعری میں قادیان کی محبت کے علاوہ حضرت مصلح موعودؓ کی محبت کی کئی ایک نظمیں ملتی ہیں۔ آپ نے اپنے ایک شعر میں ہر دو محبتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ

زندگی گزرے تو گزرے سایۂ محمود میں
اور گر مر جاؤں تو مدفن ہو میرا قادیاں

آپ اپنے آخری ایّام تک حضرت مصلح موعودؓ کا ذکر کرتے وقت آبدیدہ ہو جایا کرتے۔ہر آنسو کے پیچھے نجانے اُس دل کے حلیم عظیم وجود کی محبت کی کتنی داستانیں چھپی ہوئی ہوں گی۔

خلافتِ ثالثہ کا شفقتوں بھرا دَور

خلافت ثالثہ کے دوران جب کہ آپ سیکرٹری ٹاؤن کمیٹی ربوہ تھے کے حوالے سے آپ کی کئی ایک ملاقاتیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے رہیں۔حضور کی ہی راہنمائی میں ربوہ کے حوالہ سے کئی ترقیاتی کام سرانجام دیئے گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دور میں ہر جمعرات کے روز ایک اجتماعی ملاقات کا اہتمام ہوا کرتا تھا جس میں ربوہ کے علاوہ پاکستان کے دیگر علاقوں سے لوگ اپنی آنکھوں کی پیاس بجھانے کی خاطر آیا کرتے

تھے۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ مجھے بھی والد صاحب حضور سے مصافحہ کی خاطر لے کر گئے اور اس طرح بچپن ہی سے ہمارے اندر خلافت سے ذاتی تعلق رکھنے کا عملی نمونہ ہمارے سامنے رکھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے گہری محبت اور تعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے خلافت سے قبل بھی اور بعد میں بھی آپ کا پیار کا تعلق تھا۔ حضرت صاحب جب ناظم وقف جدید تھے تو اُس وقت مکرم ضیاء الرحمٰن صاحب جو آج کل بھی وقف جدید میں ہی ملازمت کر رہے ہیں حضور کے اکاؤنٹنٹ تھے جب میرے والد صاحب ریٹائرمنٹ کے بعد ربوہ میں مستقل اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہائش پذیر ہوئے تو آپ نے پراپرٹی کنسلٹنسی کے لیے دکان کی تلاش کی۔ آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی ذاتی دکان جہاں پر آجکل نیو الکیمسٹ واقع ہے خالی ہے۔ والد صاحب نے مکرم ضیاء الرحمٰن صاحب سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ محترم میاں صاحب نے مجھے فرمایا تھا کہ اب دکان کسی کو نہیں دینی۔ اگلے دن مکرم ضیاء الرحمٰن صاحب نے خود ہی والد صاحب کو آکر بتایا کہ میں نے میاں صاحب سے برسبیلِ تذکرہ یہ بات کی تھی تو آپ نے برجستہ فرمایا کہ اگر عابد صاحب نے دکان مانگی ہے تو اُن کو دے دیں۔ جب کہ اس سے قبل حضرت میاں صاحب کسی کو بھی دکان نہ دینے کا ارشاد فرما چکے تھے۔

آپ کو خلافتِ رابعہ کے انتخاب سے ایک سال قبل ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے متعلق خلافت کی بشارت دیدی تھی جس کا ذکر آپ نے صرف میری والدہ سے اس شرط پر کیا تھا کہ یہ وقت آنے تک کسی سے ذکر نہیں کرنا جس پر میری والدہ قائم رہیں۔

خلافتِ رابعہ کے آغاز میں جب ربوہ اپنی فضاؤں میں خلافت کی بہاروں کا براہِ راست فیض پا رہا تھا میرے والد صاحب نے حضور سے اپنے مکمل گھرانے کی ملاقات کروائی۔ جس میں حضور نے شفقت فرماتے ہوئے میرے چہرے پر اپنے دونوں ہاتھ پھیرے۔ اسی ملاقات میں خلافت کا ایک معجزہ بھی سامنے آیا۔ میرے چھوٹے بھائی خالد محمود احمد (حال مقیم کینیڈا) کی ٹھوڑی پر پھلبہری کا نشان نمودار ہوا تھا حضور نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے اسے چُھوا اور فرمایا یہ پھلبہری ہے؟ والد صاحب نے کہا جی حضور۔ حضور نے فرمایا اللہ فضل فرمائے گا۔ میری والدہ نے ملاقات سے نکلتے ہی کہہ دیا کہ یہ اگر ختم نہ ہوئی تو بڑھے گی بھی نہیں۔ چنانچہ آج تک وہ نشان وہیں کا وہیں رُکا ہوا ہے جبکہ اس ملاقات کو 33 سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ کیونکہ اِس کو خدا کے خلیفہ کے ہاتھ نے مَس کیا تھا جس نے مسیحائی کا کام کیا۔

ایک مرتبہ ہم بھائیوں نے اپنے والد صاحب کو لندن کا چکر لگانے کا کہا تو انہوں نے جواب میں کہا کہ لندن میں میرے لئے کشش صرف میرے آقا کی ہے۔ چنانچہ اسی غرض سے آپ نے لندن چکر لگایا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے نہایت ہی پیاری ملاقات ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات پر آپ نے جو اشعار لکھے وہ یہ تھے کہ

اے جانے والے طاہرِ عزت مآب جا
لاکھوں دلوں کی دھڑکنوں کے ہم رکاب جا
خُلدِ بریں ہے روحِ مقدّس کا منتظر
دنیا و آخرت ہے تری کامیاب جا

یہی شعر رسالہ خالد کے ”طاہر نمبر“ میں حضور کی نمازِ جنازہ کی تصویر کے نیچے تحریر ہے۔ یہ شعر آپ نے اُس وقت کہا جبکہ آپ اپنی پہلی بیماری کی وجہ سے فضلِ عمر ہسپتال کے ICU وارڈ میں زیرِ علاج تھے۔

خلافتِ خامسہ کا عظیم الشان دَور

خلافتِ خامسہ کے انتخاب سے دو ماہ قبل آپ کو مسلسل دو رات نمازِ تہجد سے قبل الہام ہوتا رہا جس میں یہ دو الفاظ دوہرائے گئے۔ ”انتخاب خلافت، انتخاب خلافت“۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خلافت پر متمکن ہونے کے بعد آپ کی صحت اور عمر نے اتنے طویل سفر کی اجازت نہ دی۔ آپ نے اپنے آقا کو اِس حالت میں جو خطوط لکھے وہ میرے پاس محفوظ ہیں۔ ایک خط میں اپنی عمر اور صحت کی معذوری کو حضور سے ملاقات کے درمیان ایک روک قرار دیا اور نہایت ہی رقت انگیز الفاظ میں آپ نے حضور کو اِس خط میں درج ذیل عربی اشعار کو پیش کر کے اپنی پیرانہ سالی کے عُذر کو یوں پیش کیا کہ

سلامی الیکم وا لدیار لبیدۃ
وانی عن السعی الیکم لعاجز
ھذا کتابی نائب عن زیارتی
وفی عدم الماء التیمم جائز

لبید کے دیار سے میرا آپ کو سلام کیونکہ میں آپ تک پہنچنے کی سعی سے عاجز ہوں۔ یہ میرا خط میرے وہاں نہ پہنچنے کی وجہ سے میری نیابت میں ہے۔ کیونکہ پانی کی عدم موجودگی تیمّم کو جائز کر دیتی ہے۔

اپنی زندگی میں آخری نصیحت مجھے آپ نے یہی کی کہ ”خلیفۂ وقت کو بلا جواز خط لکھتے رہا کرو“۔

خلافتِ خامسہ کے عظیم الشان انتخاب کے بعد دونوں خلافتوں کے حوالے سے آپ نے اپنے ایک شعر میں کہا

میرے مولیٰ نے جسے چاہا خلیفہ چُن لیا
اور بالواسطہ ہم سے لیا عہدِ وفا
الوداع! اے میرے آقا طاہرِ عالی مَقام
مسرور احمد سیّدی! اھلاً و سھلاً مرحبا

جماعتی خدمات

والد صاحب کا دورانِ ملازمت جہاں خلافت کے ساتھ گہرا اور مسلسل رابطہ تھا وہیں جماعتی خدمات میں بھی ہمیشہ پیش پیش رہے۔ آپ کو مختلف جگہوں سے مجلس شوریٰ کی نمائندگی ملتی رہی۔ 1953ء کے فسادات کے دوران آپ گنج مغل پورہ لاہور میں مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب (حال نائب ناظر ضیافت ربوہ) کے نانا کے مکان کی بالائی منزل میں بطور کرایہ دار مقیم تھے۔ اُنہی ایام میں آپ وہاں گنج مغل پورہ اور باغبانپورہ لاہور کے قائد مجلس بھی رہے اور وہاں پر نمازوں اور جمعۃ المبارک پڑھانے کی بھی توفیق ملتی رہی۔ اسی طرح آپ کو گنج مغلپورہ لاہور سے ہی تحریک جدید کے پنج ہزار مجاہدین میں شمولیت کی توفیق ملی اور اس حوالے سے شائع شدہ کتاب میں آپ کا نام نمبر شمار میں 1739 پر موجود ہے۔

آپ جب 1962ء میں فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد احمد نگر اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ رہائش پذیر تھے تو اُس وقت آپ کو احمد نگر جماعت کا صدر نامزد کر دیا گیا۔ جبکہ اُس وقت حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ تھے جنہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں آپ کا اِس حوالے سے ذکر کیا تو حضور کی طرف سے آپ کی صدارت کی منظوری عمل میں آئی۔ آپ اگلے انتخابات میں بطور صدرِ جماعت احمد نگر منتخب بھی ہوئے اور اس طرح آپ کو وہاں دو مرتبہ صدارت کے عہدے پر کام کرنے کا موقعہ ملا جبکہ آپ اُس وقت سیکرٹری ٹاؤن کمیٹی ربوہ کی اہم ذمہ داری بھی سرانجام دے رہے تھے۔ 1982ء سے 2004ء تک بائیس سال آپ کو بطور مرکزی قاضی خدمات کی توفیق ملی۔ محلّہ دار الصدر شمالی کی مسجد انوار میں آپ کو مکرم قاری محمد امین صاحب کے بعد مسلسل پچیس برس تک بطور امام الصلوٰۃ نمازیں پڑھانے کی توفیق ملی۔ آپ کو خدا نے اپنے فضل سے نہ صرف اچھی آواز سے نوازا تھا بلکہ تلاوتِ قرآنِ کریم میں نہایت سادہ مگر سحر انگیز لحن عطا فرمایا تھا۔ نمازوں کی امامت میں آپ ہمیشہ میانہ روی کے حسن کو قائم رکھتے۔ نمازِ فجر کی تلاوت میں ایک منفرد سوز مقتدیوں کو نماز میں ایک گونا لطف مہیا کرتا۔ آپ کی تلاوت میں ہر لفظ نہایت واضح ہوتا۔ تلاوتِ قرآنِ کریم میں آپ کو شروع ہی سے صحتِ تلفّظ کا بہت خیال رہتا۔ قادیان میں دورانِ تدریس حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادیؓ میرے والد صاحب اور اپنے پوتے حافظ بشیر الدین سے مسجد اقصیٰ قادیان میں تلاوت سُنا کرتے تھے۔

نماز باجماعت کا اہتمام اور تربیتِ اولاد

پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی، ہر مالی تحریک میں حصہ لینا، نمازِ فجر کے بعد تلاوت قرآنِ کریم میں باقاعدگی، خلیفۂ وقت کو بالالتزام دُعا کے لئے خط لکھنا آپ کی زندگی کا غیر متزلزل معمول تھا۔ آپ کہا کرتے تھے کہ ان امور کی انجام دہی سے خدا مجھے بے شمار بدیوں اور شروں سے خود بخود بچا لیتا ہے۔ اس کے علاوہ میرے والد بالالتزام نمازِ تہجد ادا کیا کرتے تھے جس کی ادائیگی میں طوالت اور رقت آمیزی، گداز اور گریہ وزاری کا حسن نمایاں دکھائی دیتا تھا۔

آپ چونکہ گورنمنٹ ملازمت کی وجہ سے 1979ء تک گھر سے دور رہے اور ہفتہ میں ایک مرتبہ ہی گھر چکر لگتا مگر اپنی اولاد کے حوالے سے نماز باجماعت کی پابندی کی فکر آپ کو ہمیشہ رہتی۔ اس سلسلے میں آپ نے ہماری والدہ کو مسلسل نصیحت اور نگرانی کا فرض سونپا جبکہ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے محلے کے بزرگ محترم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب کو نگرانی کے لیے مکمل اختیارات بھی دیے۔ الحمدللہ ہم سب بہن بھائی آج تک نماز باجماعت کے پابند ہیں۔ جن میں میری والدہ کی کاوش نہایت قابلِ قدر ہے۔

ہم نے والد صاحب کو کبھی کسی چیز کا لالچ کرتے نہیں پایا۔ حرص اور طمع نام کی کوئی شے آپ کے اندر موجود نہ تھی۔ ایک مرتبہ میرے چھوٹے بھائی خالد محمود کا کینیڈا سے فون آیا تو والد صاحب نے اُسے نصیحتاً کہا کہ میری پنشن کی رقم میرے اور تمہاری والدہ کے لئے کافی ہوتی ہے اور اولاد کو جو کہا جاتا ہے کہ والدین کو کچھ نہ کچھ بھجواتے رہو تو یہ صرف اِس لئے کہ وہ والدین کی خدمت سے محروم نہ رہیں۔

میرے والد صاحب کم گو تھے مگر صائب الرائے اور بہت دُعا گو وجود تھے۔ آپ نے سارے کام دُعا سے کئے اور اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ دُعا پر زور دینے کی نصیحت کی۔ خلافت جوبلی کی دُعائیں آپ اہتمام کے ساتھ وردِ زبان رکھتے اور نمازِ عصر سے نمازِ مغرب کا وقت اپنے کمرے میں اِنہیں دُعاؤں کو پڑھتے ہوئے گزارتے۔ اپنے بچوں کو خطوط میں اکثر ذکرِ الٰہی اور استغفار کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانے کی تلقین کرتے۔ ایک مرتبہ میرے بڑے بھائی نصیر احمد عابد (حال مقیم لندن) کا سعودی عرب میں ایکسیڈنٹ ہوا تو آپ نے اُنہیں پہلی بات یہی کہی کہ سفر شروع کرنے سے قبل قرآنِ کریم کی بتائی ہوئی دُعا ضرور پڑھا کرو اور آپ خود جب بھی میرے ساتھ گاڑی میں یا سائیکل پر بھی بیٹھتے تو یہ دُعا ضرور پڑھتے۔ آپ کا اپنی اولاد کو نصیحت کا انداز بہت مؤثر اور نہایت شُستہ تھا۔ اپنی اولاد کو کبھی کسی کے سامنے نہ ڈانٹتے ہمیشہ الگ لے جا کر سمجھاتے۔ اللہ نے آپ کو ایک بارُعب شخصیّت عطا فرمائی تھی مگر اس کے باوجود دھیما پن اور درگزر کرنا آپ کی فطرت ثانیہ تھی۔ انتقام لینے کا آپ کے اندر گویا مادّہ ہی موجود نہ تھا۔ آپ ایک صابر شاکر اور قانع انسان تھے۔ ہمیشہ دائیں ہاتھ سے چیز پکڑتے اور پکڑاتے۔ اگر کوئی بچہ یا بڑا بائیں ہاتھ سے چیز پکڑاتا تو آپ ہاتھ پیچھے کر لیتے جس سے اسے خود بخود اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا اور وہ اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھا دیتا۔ اپنے گھر کے ماحول میں خاندانِ مسیح موعودؑ، نظامِ جماعت اور عہدیداران کے خلاف بات کرنے کو نہ صرف سخت ناپسند کرتے بلکہ کسی کو بھی اِس کی اجازت نہ دیتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے لئے غیرت

1990-91ء میں جب خاکسار بطور مربیٔ سلسلہ رائے ونڈ تعینات تھا تو وہاں ایک ادبی شخصیت اسیر عابد (جنہوں نے دیوانِ غالب کا منظوم پنجابی ترجمہ کیا ہے) سے میری نشست ہوئی۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے منظوم کلام پر بات چِھڑی تو اسیر عابد نے کہا کہ مرزا صاحب کے کلام میں کوئی شاعری والی خاص بات نہیں۔ میں اُس وقت میدانِ عمل میں ناتجربہ کاریٔ کی وجہ سے اِس بات کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ جب میں چھٹی پر گھر آیا تو میں نے اِس واقعہ کا ذکر والد صاحب سے کیا۔ اُنہوں نے پوچھا کہ آپ نے کیا جواب دیا۔ میں نے کہا کہ میں نے تو

رمضان کی مناسبت سے دعائیں

☆...... **روزہ افطار کرتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات پڑھتے تھے :**

اَللّٰهُمَّ لَکَ صُمتُ وَعَلٰی رِزقِکَ اَفطَرتُ (سنن ابوداؤد، کتاب الصوم، حدیث نمبر:2366)

اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی دیے ہوئے رزق پر افطار کیا۔

☆...... **ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:**

ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابتَلَّتِ العُرُوقُ وَثَبَتَ الاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ (سنن ابوداؤد، کتاب الصوم، رقم الحدیث:2359) کہ پیاس بجھ گئی، رگیں تر ہو گئیں اور روزے کا اجر انشاء اللہ ثابت ہو گیا۔

☆...... اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسئَلُکَ بِرَحمَتِکَ الَّتِی وَسِعَت کُلَّ شَیءٍ اَن تَغفِرَلِی ذُنُوبِی (مستدرک حاکم کتاب الصوم) یعنی اے اللہ! میں تجھ سے تیری اس رحمت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جو ہر چیز پر حاوی ہے کہ تو میرے گناہ بخش دے۔

اِس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ والد صاحب کا چہرہ متغیر ہوگیا اور کہنے لگے تم جماعتی نمائندے ہو، تمہاری غیرت نے کیسے تقاضا کیا کہ ایک شخص نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے کلام پر اعتراض کیا اور تم خاموش رہے۔ چنانچہ آپ نے حضرت مصلحِ موعودؓ کے دور میں ایک غیر از جماعت کی طرف سے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے ایک مصرعہ

''اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے اِزار''

پر اعتراض کا سارا واقعہ میرے سامنے رکھا جس میں معترض نے اس مصرعہ میں ''کہ تا'' کے لفظ پر نقطہ چینی کی اور اسے اردو زبان کے محاورہ کے خلاف قرار دیا جس پر حضرت مصلحِ موعودؓ نے احمدی ادبی شخصیات کو اس چیلنج کے جواب کی دعوت دی تو حضرت حافظ مختار احمد شاہجہان پوری صاحبؓ نے لبیک کہتے ہوئے اس اعتراض کا بدلائل ایک مضمون کے ذریعہ دندان شکن جواب تحریر کیا۔ جس میں پرانے استاد شعراء کے کلام سے مثالیں دے کر معترض کا منہ بند کردیا اور مجھے والد صاحب نے اس واقعے کو بیان کرکے خدا کے پاک مسیح کے لئے ہر میدان میں غیرت دکھانے کا عظیم سبق سکھا دیا۔

میرے بڑے بھائی منصور رفیق احمد (حال مقیم امریکہ) بتاتے ہیں کہ بچپن میں مَیں ایک مرتبہ والد صاحب کے ساتھ نماز پر جا رہا تھا راستے میں والد صاحب پوچھنے لگے کہ نماز میں دُعا کرتے ہو؟ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ والد صاحب نے پوچھا سب سے پہلے کس کے لئے دُعا کرتے ہو؟ تو میں نے کہا آپ کے لئے اور امی کے لئے، والد صاحب نے فوراً کہا۔ ''نہیں بیٹا سب سے پہلے خلیفہ وقت کے لئے دُعا کرتے ہیں پھر کسی اور کے لئے''۔ گویا بچپن ہی سے اپنی اولاد کو یہ سبق دے دیا کہ خلافت کی محبت سب محبتوں سے بڑھ کر ہے۔

آپ کو ہمیشہ خلافت کے ادب کا خیال رہتا۔ خلیفۂ وقت سے ملاقات کرنے سے پہلے صدقہ نکالتے، اسی طرح خط لکھتے وقت بھی آپ کا یہی معمول تھا اور اِسی بات کی آپ نے مجھے بھی تلقین کی۔ میرے بچوں کو جب بھی کوئی چھوٹی سی تکلیف پہنچتی تو آپ مجھے فوراً خلیفۂ وقت کو خط تحریر کرنے کا کہتے۔ آپ کا یہ معمول خلافتِ ثانیہ سے چلتا چلا آرہا ہے جس کے ثبوت کے طور پر میرے پاس چاروں خلفاء کے وہ خطوط پڑے ہیں جن کو آپ نے سرمایۂ حیات کے طور پر سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ اسی طرح حضرت مسیحِ موعودؑ اور خلفاء کے تبرّکات بھی آپ نے حرزِ جان بنا کر سنبھالے ہوئے تھے اور اب ہر دو قیمتی سرمائے میرے پاس محفوظ ہیں۔

آپ کی زندگی کے معمولات میں ہمیشہ اعتدال کا عنصر نمایاں تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے ہر کام میں مستقل مزاجی پائی جاتی تھی۔ خود نمائی آپ کو نہایت ناپسند تھی۔ آپ نے ستّر برس کی عُمر تک جون، جولائی میں آنے والے رمضان میں بھی برابر روزے رکھے۔

دورانِ ملازمت آپ نے میٹرک، ایف۔اے، بی۔اے، ادیب عالم اور منشی فاضل کے امتحان دیئے۔ اس طرح رومن اردو، انگلش، Lip ریڈنگ اور ایجوکیشن انسٹرکٹر اور طبِ یونانی کا گریڈ بی میں امتحان پاس کیا۔ والد صاحب کو مطالعہ کا ازحد شوق تھا۔ آپ کئی کئی گھنٹے مطالعہ کرنے کے عادی تھی۔ روزنامہ الفضل کا ایک ایک لفظ آپ صبح 9 بجے تک پڑھ چکے ہوتے۔ بعد ازاں دیگر قومی اخبارات کا مطالعہ اور ہفت روزہ لاہور اور انصار اللہ کے علاوہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیرِ کبیر اور انوار العلوم آپ کے ہمیشہ زیرِ مطالعہ رہے۔ آپ موقع کی مناسبت سے تربیت کے مضامین میں سے کئی ایک اقتباسات گھر میں موجود افراد کو پڑھنے کے لئے نشان لگا کر دے دیتے۔ اسی مطالعہ کی بدولت آپ کو مختلف اعتراضات کے جوابات کے حوالہ جات ازبر تھے۔ آپ کی تحریر اور اسی طرح شاعری نہایت پختہ تھی۔ جس میں قادیان میں تعلیم حاصل کیے جانے کی جھلک نمایاں دکھائی دیتی ہے۔ آپ نہایت خوشخط تھے۔

پاکستان میں پہلا مارشل لاء جولائی 1958ء کو لگا۔ والد صاحب اُس وقت ملتان چھاؤنی میں تھے۔ جس روز مارشل لاء لگا اُس دن اتوار کی چھٹی تھی۔ صبح صبح آپ مکرم ملک محمد اشرف صاحب ابن ملک محمد صادق صاحب آف احمد نگر جو اُس وقت ملٹری انٹیلی جینس میں کام کر رہے تھے کے ہمراہ ملتان شہر کے باغ میں عطاء اللہ شاہ بخاری کے بیٹوں کی دستار بندی کی تقریب دیکھنے گئے تو معلوم ہوا مارشل لاء کی وجہ سے تقریب منسوخ کردی گئی ہے۔ واپسی پر عطاء اللہ شاہ بخاری کے مکان پر ان سے ملاقات کے لئے گئے تو وہ اس وقت فالج سے بیمار تھے اور مَیلے سے تکیے پر سر ٹیکا ہوا تھا۔ یہ دونوں احباب کچھ دیر وہاں بیٹھے رہے اور چلنے سے پہلے شاہ صاحب سے اُن کا حال دریافت کیا تو انہوں نے مخصوص انداز میں کہا کہ ''کیا حال بتائیں اب تو یہ حالت ہوگئی ہے کہ پھتو چوہڑی بھی پاس سے گزرے تو کھنگھورا مار کر گزرتی ہے۔''

آپ کی وفات 15 نومبر 10 محرم الحرام بروز جمعۃ المبارک تقریباً جمعہ کے وقت طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں ہوئی۔ آخری ایام میں آپ کے زیرِ لب کثرت سے ذکرِ الٰہی اور دعائیں جاری تھیں جن کی آواز ہم نے قریب سے سنی۔ ایک دعا یہ تھی کہ اے اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اولاد پر قیامت تک فضل نازل فرما اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی اولاد پر بھی قیامت تک فضل نازل فرما۔ آپ کی نمازِ جنازہ 11 نومبر کو صبح 11 بجے احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ ملحقہ دار الفضل تدفین کے بعد مولانا سلطان محمود انور صاحب نے دعا کروائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 94 سال 7 ماہ تھی اور رشتے میں آپ پڑنانا ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ آپ کے جنازہ میں کئی سو افراد نے شرکت کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم فروری 2014ء کو صبح ساڑھے دس بجے مسجد فضل لندن میں نمازِ جنازہ غائب پڑھائی فالحمدللہ علیٰ ذٰلک۔ آپ نے پسماندگان میں چھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں اور پچاس کے قریب پوتے، پوتیاں اور نواسے نواسیاں چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی خوبیاں اپنانے کی توفیق بخشے۔ ہمارے والد صاحب کو اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے اور ہم سب اُن کی نیک نامی کو ہمیشہ قائم رکھنے والے ہوں۔ آمین یارب العالمین۔

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF JEWELLERS

SINCE 1952

Aqsa Road Rabwah

0092 47 6212515

15 London Rd, Morden SM4 5HT

0044 20 3609 4712

NINE VACANCIES - Ministers of Religion: Ahmadiyya Muslim Community

1. **Indonesian Speaker** 2. **Bangla Speaker** 3. **Persian Speaker**
4. **Arabic Speaker** 5. **Urdu Speakers (3 vacancies)**

We are a UK registered charity, a religious community, that runs its own training academy and TV channels for viewers all over the world.

ABOUT THE ROLES: We are inviting applications for the following nine posts of Minister of Religion. All candidates will be expected to lead congregational prayers, have a dynamic preaching record, be fully conversant with both Arabic and Urdu languages and in addition to a recent equivalent to English Language level B2 on the CEFR have the additional main qualifications/experience listed below. The successful applicants may be posted at any one of the 26 mission centres in the UK. These are permanent positions to help meet the community's growing spiritual and religious needs.

	Main qualification/work	*Likely posting*
Indonesian speaker	Prepare and present religious programmes on TV	London SW19
Bangla speaker	Prepare and present religious programmes on TV	London SW19
Arabic speaker	Assist Arabic desk present religious programmes on TV	Tilford Surrey
English speaker	Research, edit preaching literature and periodicals	London SW19
Urdu speaker	Lead presentation of religious TV programmes	London SW19
Urdu speaker	Minister of Religion, preaching and propagation	Oxford
Persian speaker	Farsi translation and promote literary research	Minister of Religion training academy Hampshire
Urdu speaker	Hadith critical appraisal and mysticism research	Minister of Religion training academy Hampshire
Urdu speaker	Jurisprudence, history and biographies	Minister of Religion training academy Hampshire

JOB DESCRIPTION: You would be required to do some or all of the following:

Lead and encourage attendance at obligatory prayers; deliver sermons on Fridays and other gatherings; preach and propagate to members of the public the teachings of the founder of the Ahmadiyya Muslim community; defend the teachings against opponents and non-believers; translate literature and correspondence in or from the relevant languages specified above; carry out research on secular and non-secular subjects, publish periodicals, participate in inter-community matters; liaise with members of the community and resolve social problems; introduce programmes; host talk shows, current affairs or religious/cultural educational programmes; report on issues and events; attend production and community management meetings; attend promotional events, conferences and social functions; liaise with the Production Manager and working with the Channel Head, contribute creatively to long-term strategy to ensure maximum audience appeal and attain set targets.

EXPERIENCE REQUIRED:

You must have a wide range of knowledge in the Holy Quran, Ahadith (Traditions of the Prophet of Islam) and Islamic topics and preferably be familiar with the writings of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad - Founder of the Ahmadiyya Muslim community and of his claims gained through an intensive course of private or college study of not less than four years full-time. You must have interpretation skills in Urdu and Arabic languages and as specified in respect of the first four and seventh vacancies with a good understanding of Indonesian, Bangla, Arabic, English or Persian. You should have served as a Minister of Religion for not less than two years (except for the lead presenter of religious TV programmes where up to 6 months Minister of Religion practical experience supplemented by a thorough TV broadcasting knowledge would suffice) and have a good record of performance. For all vacancies, you will preferably have some previous broadcasting experience, and a strong understanding of our targeted audiences particularly in the East. You should also possess good interviewing, listening and spoken communication skills, be able to follow instructions, memorise facts and also have good planning and organisational ability. You need to have a confident and relaxed manner in dealing with members of the public. We expect you to be able to work under pressure.

QUALIFICATIONS REQUIRED: You are expected to have either:

a Shahid "degree" or equivalent gained from attending a Jamia Ahmadiyya college or at NVQ3 level or a UK degree level or equivalent qualification in Islamic religious studies; or a relevant HND level qualification; or an HND level qualification that is not relevant, plus two years' relevant work experience (6 months for lead TV presentation of religious programmes); or at least three years relevant experience at NVQ level 3 or above.

PACKAGE: The stipend/customary offerings package include the following:

Meets minimum wage or £3,420/- per annum (for 35 hours a week on average; plus rent free accommodation with all utilities eg council tax, water rates, gas, electricity paid by the Employer; travel expenses reimbursed; 25 paid holidays per annum.)

Closing Date: 23 August 2014

Please apply to:
Mansoor.Shah@ahmadiyyauk.org OR write to:
The National President, Ahmadiyya Muslim Association UK,
16 Gressenhall Road London SW18 5QL

ہر رمضان نیکیوں کی بہار کا موسم

احمد طاہر مرزا۔ایڈیٹر ماہنامہ انصار اللہ، ربوہ

رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں اور جس کے بارہ میں قرآن کریم نازل کیا گیا۔اہل ایمان کیلئے اللہ تعالیٰ کا یہ عجیب احسان ہے کہ وہ ماہ صیام کا لطف ہر موسم میں اٹھاتے ہیں ۔گرمی سردی، بہار خزاں، بارش برف باری، خشکی خنکی غرضیکہ دنیا کے ہر خطہ اور ہر موسم میں روزوں کی روحانی لذات حاصل کی جاتی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے رمضان کا قمری سنوات کے ساتھ ناطہ جوڑ کر ہمارے دلوں کو زندہ کر دیا کہ فکر نہ کرو گرمی میں روزے ہیں تو سردی میں بھی آئیں گے۔خزاں میں روزے رکھے ہیں تو بہار میں بھی آئیں گے۔لیکن درحقیقت رمضان خواہ کسی موسم میں بھی آئے نیکیوں کی بہار ہی اس کا دائمی موسم ہے۔بخشش، مغفرت، انفاق فی سبیل اللہ، نیکیوں میں سبقت لے جانا ہی رمضان کے دائمی ثمرات ہیں جو کسی ظاہری موسم کے اثر سے مرجھا نہیں جاتے۔

ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلصَّوْمُ فِی الْحَرِّ جِھَاد ‘‘ کہ گرمی میں روزہ رکھنا بھی مجاہدہ ہے۔(بحارالانوار، جلد96، ص257)

رمضان کسی موسم میں بھی آئے ،روزوں کی اصل روح تو عبادات کا قیام، برائیاں ترک کرنے کا مجاہدہ اور لقاء الٰہی کا حصول ہے۔رمضان میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو التزام اور وقت مقررہ پر عبادات بجالانے کی مزید توفیق عطا فرماتا ہے۔

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’سب سے افضل عبادت یہ ہے کہ انسان التزام کے ساتھ پانچوں نمازیں اُن کے اول وقت پر ادا کرنے اور فرض اور سنتوں کی ادائیگی پر مداومت رکھتا ہو اور حضورِ قلب، ذوق، شوق اور عبادت کی برکات کے حصول میں پوری طرح کوشاں رہے کیونکہ نماز ایک ایسی سواری ہے جو بندے کو پروردگارِ عالم تک پہنچاتی ہے۔اس کے ذریعے (انسان) ایسے مقام تک پہنچ جاتا ہے جہاں گھوڑوں کی پیٹھوں پر (بیٹھ کر) نہ پہنچ سکتا۔اور نماز کا شکار، تیروں سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا راز قلموں سے ظاہر نہیں ہو سکتا۔اور جس شخص نے اس طریق کو لازم پکڑا اُس نے حق اور حقیقت کو پا لیا اور اُس محبوب تک پہنچ گیا جو غیب کے پردوں میں ہے اور شک وشبہ سے نجات حاصل کر لی۔پس تو دیکھے گا کہ اُس کے دن روشن ہیں، اُس کی باتیں موتیوں کی مانند ہیں اور اس کا چہرہ چودھویں کا چاند ہے، اُس کا مقام صدرنشینی ہے۔ جو شخص نماز میں اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی سے جھکتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے بادشاہوں کو جھکا دیتا ہے اور اُس مملوک بندے کو مالک بنا دیتا ہے‘‘۔

(اعجاز المسیح روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ 167-165۔ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل صفحہ 202-201)

❁ **ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:**

’’یہ بھی اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر احسان ہے کہ ہر سال رمضان کا مہینہ لا کر اللہ تعالیٰ اپنے قریب ہونے کا اعلان فرماتا ہے۔ یہ اعلان فرماتا ہے کہ میں نے شیطان کو بھی جکڑ دیا ہے۔ یہ اعلان فرماتا ہے کہ مَیں ہر اُس بندے کی مدد اور استعانت کے لئے تیار ہوں، بلکہ اُس کی مدد کرتا ہوں جو خالص ہو کر میری طرف آتا ہے، میرے پر کامل ایمان رکھتا ہے، میرے حکموں پر عمل کرتا ہے۔آئندہ سے خالص ہو کر صرف اور صرف میری عبادت کرنے اور میرا خالص عبد بننے کا وعدہ کرتا ہے تو پھر مَیں اپنے ایسے بندوں کی دعائیں قبول کرتا ہوں، سنتا ہوں۔پس اگر کہیں کمی ہے تو ہم بندوں میں کمی ہے۔ خدا تعالیٰ کے احسانوں اور اعانت میں کمی نہیں ہے۔پھر اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادے کو ہماری اصلاح کے لئے بھیج دیا ہے جو اُس عبدِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کے طور پر آیا ہے جس نے پھر ہمیں خدا تعالیٰ سے ملانے اور اُس کا عبد بننے، اُس کی عبادتوں میں طاق ہونے، اُس کی اعانت حاصل کرنے والا بننے کے طریق سکھلائے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19/اگست 2011ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 15 ستمبر 2011ء)

روزہ کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ کہ روزے ڈھال ہیں، پس جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو نہ تو ناشائستہ بات کرے، نہ شور مچائے، پس اگر کوئی شخص اس سے گالی گلوچ کرے یا لڑائی جھگڑا کرے تو اسے کہہ دے اِنِّی صَائِمٌ کہ میں روزے سے ہوں۔

(بخاری کتاب الصوم، حدیث:1904)

اسی طرح حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ کہ روزہ ڈھال ہے، مَا لَمْ یَخْرِقْھَا جب تک کہ اس کو پھاڑے نہیں۔(سنن نسائی، کتاب الصیام، حدیث:2245)

سوال یہ ہے کہ وہ کونسا عمل ہے جس سے روزہ کی ڈھال پھٹ سکتی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! یہ ڈھال کس چیز سے پھٹ سکتی ہے؟ تو فرمایا جھوٹ اور غیبت سے۔

(طبرانی الاوسط روایت حضرت ابوہریرہؓ)

جھوٹ اور غیبت کی وضاحت احادیث میں بیان فرمودہ عورتوں کے ایک واقعہ سے ہوتی ہے کہ:

حضرت عبید رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام، کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہاں دو عورتوں نے روزہ رکھا ہوا ہے، اور وہ شدّتِ پیاس سے مرنے کے قریب پہنچ گئی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اور اِعراض فرمایا، اس نے دوبارہ عرض کیا (غالباً دوپہر کا وقت تھا) کہ یا رسول اللہ! بخدا وہ تو مر چکی ہوں گی یا مرنے کے قریب ہوں گی۔اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑا پیالہ منگوایا، اور ایک (عورت) سے فرمایا کہ اس میں قے کرے، اس نے خون، پیپ اور تازہ گوشت وغیرہ کی قے کی، جس سے آدھا پیالہ بھر گیا۔پھر دُوسری کو قے کرنے کا حکم فرمایا، اس کی قے میں بھی خون، پیپ اور گوشت نکلا جس سے پیالہ بھر گیا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں سے تو روزہ رکھا، اور حرام کی ہوئی چیز سے روزہ خراب کر لیا کہ ایک دُوسری کے پاس بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھانے لگیں (یعنی غیبت کرنے لگیں)۔ (مسند احمد بن حنبل)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم روزہ کی ڈھال میں پناہ لینے والوں میں سے ہوں۔اپنی زبان کی لغزشوں سے اس ڈھال کو نہ توڑیں، اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں اور مذموم ومکروہ اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرنے والی ہر چیز سے بچا کر رکھیں ۔ اسی طرح اپنے دیگر اعضاء جیسے کان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ کو بھی روزہ کی پناہ میں رکھیں۔آمین۔

......☆☆☆☆......

مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے سہ روزہ سالانہ اجتماع کا کامیاب وبابرکت انعقاد

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت اور روح پرور اختتامی خطاب

یہ خطاب ایم ٹی اے کی وساطت سے دنیا بھر میں لائیو دیکھا اور سنا گیا

(عابد وحید خان۔انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس)

(لندن۔23 جون 2014ء) خدام الاحمدیہ برطانیہ کا سالانہ سہ روزہ نیشنل اجتماع 20۔21۔22 جون کو اسلام آباد، ٹلفورڈ، سرے میں منعقد کیا گیا۔یہ خدام کی خوش نصیبی تھی کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جمعہ کی شام سے اتوار تک از راہ شفقت اسلام آباد میں رونق افروز رہے۔اور خدام واطفال کو اپنے پیارے آقا کی اقتدا میں باجماعت نمازوں کی ادائیگی کی توفیق ملی۔اسی طرح ہفتہ کی شام حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ایک اجتماعی کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔اتوار کے روز حضور انور ایدہ اللہ نے خدام واطفال کے بعض فائنل ورزشی مقابلے بھی ملاحظہ فرمائے اور ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے 42ویں سالانہ اجتماع کی اختتامی تقریب سے انگریزی زبان میں ایک روح پرور خطاب بھی فرمایا۔

دنیا کے سینکڑوں ممالک میں قائم جماعتِ احمدیہ نوجوانوں کا یہ اجتماع منعقد کرتی ہے جبکہ اس اجتماع کا حقیقی مقصد ان کی اخلاقی حالت میں بہتری لانا اور اپنے وطن کے لئے دلوں میں امن، یکجہتی اور پیار کو ترقی دینا ہوتا ہے۔

حضور انور نے اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ ہر احمدی مسلمان کو خدا تعالیٰ سے ایک ذاتی تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور حقوق العباد بجالانے کی بھی کوشش کرنی چاہیے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے اختتامی خطاب میں نہ صرف شاملینِ اجتماع بلکہ ایم ٹی اے پر اس خطاب کو دیکھنے والے کروڑوں ناظرین کو اس بات کی نصیحت فرمائی کہ ہمیں کامیابیاں حاصل کر کے رُک نہیں جانا چاہیے بلکہ ہر لمحہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں مزید کامیابیاں حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’خدام الاحمدیہ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ترقی کرنے والی قومیں اور ترقی کرنے والے لوگ کبھی ایک جگہ رُک نہیں جاتے بلکہ ہمیشہ یقین کے ساتھ آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں، ترقی کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ دور دراز علاقوں میں پھیل جاتے ہیں۔‘

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں تفصیل سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کے متعلق بات کی۔آپ نے بعض واقعات بیان کئے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے بذریعہ خواب دنیا کے مختلف ممالک میں بسنے والے لوگوں کی جماعت احمدیہ کی صداقت کی طرف رہنمائی فرمائی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہر سال ہزاروں افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر129)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جِس کو دیکھو آج کل وہ شوخیوں میں طاق ہے
آہ رِحلَت کر گئے وہ سب جو تھے تقویٰ شعار
منبروں پہ ان کے سارا گالیوں کا وعظ ہے
مجلسوں میں ان کی ہر دم سبّ و غیبت کاروبار

(درِّثمین شائع کردہ نظارت نشر واشاعت قادیان صفحہ 169)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ اپریل 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والی بعض مخالفانہ کارروائیوں میں سے کچھ واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

اینٹی قادیانی آرڈیننس کے تحت قید کی سزا

وہاڑی؛ 5/اپریل 2014ء: سیشن کورٹ نے محمد یاسین اور عبداللطیف کی جانب سے 28 جنوری 2010ء کو کیے گئے ایک مجسٹریٹ کے فیصلہ کے خلاف دائر کی گئی اپیل کو خارج کر دیا ہے۔ اس فیصلہ کی رو سے تعزیراتِ پاکستان دفعہ 298-C المشہور اینٹی قادیانی آرڈیننس کے تحت ان دونوں احمدیوں کو دو دو سال قید بامشقت اور پانچ ہزار روپیہ فی کس جرمانہ کی سزا سنائی گئی تھی۔

واقعہ کچھ یوں ہے کہ محمد ارشد جو کہ سلسلہ احمدیہ میں ایک معلم کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اپنی ٹرانسفر کے بعد فروری 2005ء میں ایک ٹرالی پر اپنے گھر کا سامان ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں لے جا رہے تھے کہ راستے میں کچھ بدمعاشوں نے حملہ کر کے ان کا سامان لوٹ لیا۔ اس سامان میں سے ان کی کتابیں اور نوٹس پولیس کو جمع کروایا اور سراسر جھوٹ کو بنیاد بنا کر محمد ارشد اور دیگر احمدیوں کے خلاف ایک مقدمہ قائم کرنے کی درخواست دیتے ہوئے بیان دیا کہ 'محمد ارشد اور چار اور احمدی غریب اور معصوم مسلمانوں کو ہسپتال روڈ پر تبلیغ کر رہے تھے... اور یہ لوگ اپنا لٹریچر اور پمفلٹس وغیرہ وہیں پر پھینک کر وہاں سے فرار ہو گئے جو کہ ثبوت کے طور پر پولیس کے سامنے پیش ہے۔'

نتیجۃً پولیس نے ڈاکہ مارنے والوں کی بجائے ان معصوموں پر مقدمہ قائم کر لیا۔ پانچ سال تک ان کا مقدمہ چلتا رہا جس کے بعد تین احمدیوں کو دو سال قید بامشقت اور جرمانہ کی سزا سنا دی گئی۔

ان میں سے دو کی ضمانت پر رہائی ہوئی تو انہوں نے سیشن جج کی عدالت میں اس فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کی جسے عدالت نے خارج کر کے پولیس کو ان دونوں احمدیوں کو گرفتار کرنے کا حکم صادر کر دیا۔

احمدیہ پریس پر ایک اور حملہ

ملّت ٹاؤن لاہور؛ 16/اپریل 2014ء: لاہور میں ملّت چوک کے اوپر دو احمدی بھائی عدنان ناصر اور عمران ناصر ایک فاسٹ فوڈ کی فرنچائز کو چلاتے ہیں۔ ایک نامعلوم آدمی نے کچھ برگر ان کی دکان سے خریدے۔ کچھ دیر بعد اس نے پولیس کے پاس یہ رپورٹ درج کروا دی کہ ان دونوں نے اسے ماہنامہ انصاراللہ سمیت جماعتِ احمدیہ کا کچھ لٹریچر پڑھنے کے لیے دیا ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ یہ تمام بات سراسر الزام ہے۔ دراصل درخواست دہندہ نے پولیس کے ساتھ مل کر یہ تمام کہانی بنائی ہے اور رسالہ ماہنامہ انصاراللہ بھی خود ہی مہیا کیا ہے۔ اس بات کو بنیاد بناتے ہوئے پولیس نے ان دونوں بھائیوں اور چار دیگر احمدیوں کے خلاف زیرِ تعزیراتِ پاکستان دفعہ 294-A, 298-C ایف آئی آر نمبر 151 پولیس اسٹیشن ملّت پارک میں مقدمہ درج کر لیا ہے۔ ان احمدیوں میں ماہنامہ انصاراللہ کے مدیر احمد طاہر مرزا، کمپوزر فرحان احمد، پرنٹر طاہر مہدی امتیاز اور پبلشر عبدالمنان کوثر شامل ہیں۔

ان دفعات میں سے ایک دفعہ توہینِ رسالت سے تعلق رکھتی ہے جبکہ دوسری دفعہ امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کی ہے۔ ان دفعات کی وجہ سے ملزمان کو دَس سال قید ہو سکتی ہے۔

لاہور میں احمدیوں پر قائم مقدمات کی صورتحال

الف۔ روزنامہ الفضل پر قائم مقدمہ

☆...... مؤرخہ 10/اپریل 2013ء کو روزنامہ الفضل ربوہ کے مدیر اور مینیجر سمیت چھ احمدیوں پر ایک جھوٹا مقدمہ زیرِ تعزیراتِ پاکستان دفعہ 295-B, 298-C اور ATA 11-W مقدمہ قائم کیا گیا تھا۔ ان دفعات کی وجہ سے ان معصوم احمدیوں کو عمر قید کی سزا سنائی جا سکتی ہے۔ ان احمدیوں میں سے چار گرفتار کر لیے گئے تھے۔

ان گرفتار شدہ احمدیوں میں سے دو فیصل احمد طاہر اور اظہر ظریف کو ایک ماہ بعد ضمانت پر رہا کر دیا گیا جبکہ دیگر دو احمدی خالد اشفاق اور طاہر احمد گیارہ ماہ تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔ ان کی ضمانت یکم مارچ 2014ء کو لی گئی۔

اس کیس کو ابتداء میں اخبار الفضل کی تقسیم کو بنیاد بنا کر قائم کیا گیا تھا۔ الفضل میں چھپنے والے مواد کے بارے میں خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے کہ اس میں ملکی قوانین کے خلاف کوئی ایک لفظ بھی شائع نہ کیا جائے۔ لیکن اس کیس کو انسدادِ دہشت گردی کی عدالت میں سنا جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومتِ وقت معصوم احمدیوں کو ذہنی تشدّد کا نشانہ بنا رہی ہے۔ اگر آزادئ صحافت کی آواز اٹھانے والی کوئی این جی او اس کیس کو سٹڈی کرنا چاہے تو انہیں اچھی طرح اندازہ ہو جائے گا کہ انتظامیہ کس طرح ببانگِ دہل احمدیوں کے حقوق کے ساتھ ساتھ آزادئ مذہب اور آزادئ صحافت کو پامال کر رہی ہے۔

اس مقدمہ کی اگلی سماعت 3/مئی کو ہو گی۔

ب۔ گلشنِ راوی میں ہونے والا مقدمہ

☆......28/اپریل 2013ء کو ملّاؤں کی ایک پارٹی نے گلشنِ راوی میں واقع جماعتِ احمدیہ کے نماز سنٹر پر دھاوا بول دیا تھا۔ اس کے فوراً بعد پولیس وہاں پہنچ گئی اور بجائے اس کے کہ حملہ آوروں کو روکا جائے انہوں نے اس نماز سنٹر کی تلاشی لینا شروع کر دی اور یہ کارروائی لگ بھگ ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہی۔ پولیس نو (9) احمدیوں کو زیرِ حراست لے کر پولیس اسٹیشن لے گئی۔ ان افراد میں وہاں کی مقامی جماعت کے صدر، مبلغ سلسلہ، ان کی اہلیہ اور ان کا بارہ سالہ بچہ بھی شامل تھے۔ مبلغِ سلسلہ اور ان کی فیملی کو تو اگلے دن جانے کی اجازت دے دی گئی لیکن دیگر آٹھ افراد کے خلاف تعزیراتِ پاکستان دفعہ 295-B اور ATA 11-W کے تحت مقدمہ درج کر لیا گیا۔

چھ ہفتے قید رہنے کے بعد ان ملزمان کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ یہ مقدمہ انسدادِ دہشت گردی کی عدالت میں چلایا جا رہا تھا۔

اس کے بعد ان لوگوں پر بدنامِ زمانہ دفعہ 295-C بھی لگا دی گئی۔

26/اپریل کو ان تمام ملزمان کو ان بے بنیاد الزامات سے بری کر دیا گیا۔

اس مقدمہ کے جج کی انصاف پسندی اور جرأت پر ہم لوگ اس کے مشکور ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ صوبہ پنجاب کے دارالحکومت لاہور میں کام کرنے والی حکومتی انتظامیہ اور پولیس شدّت پسند ملّاں کا کھلے عام اور بلا دریغ ساتھ دیتے ہیں! کیا کوئی اس دکھ، تکلیف اور ذہنی دباؤ کا اندازہ لگا سکتا ہے جو ان بے بنیاد الزامات کی وجہ سے نو (9) معصوم احمدیوں کو برداشت کرنا پڑا؟ پولیس اسٹیشن لے جائے جانے والی احمدی خاتون اور بارہ سالہ بچہ عوام کی رکھوالی کرنے والی پولیس فورس کے ہاتھوں جس ذہنی تشدّد کا شکار ہوئے ہیں کیا وہ ساری عمر اس بات کو بھلا پائیں گے؟ آٹھ معصوم احمدی جن کو ایک سال تک ایک ایسے مقدمے کو بھگتنا پڑا جو نہ صرف یہ کہ بے بنیاد الزامات پر مشتمل تھا بلکہ اس کے نتیجہ میں انہیں سزائے موت بھی دی جا سکتی تھی!

انہیں کس بات کی سزا دی گئی؟

ج۔ بلیک ایرو پرنٹرز پر ہونے والا مقدمہ

☆......لاہور میں قائم بلیک ایرو پرنٹرز ایک احمدی کی ملکیت ہے۔ کچھ عرصہ قبل ملّاؤں نے پولیس کے ساتھ مل کر اس پریس پر دھاوا بول کر یہاں نہ صرف لوٹ مار کی بلکہ اس پریس کے مالک سمیت چار احمدیوں کے خلاف مقدمہ درج کروا کر انہیں قید کروا دیا۔ ان چار افراد میں سے ایک آدمی اس وقت احمدی بچوں کے لیے چھاپے جانے والے ایک رسالے کو لے جانے کے لیے وہاں موجود تھا۔ پولیس نے ان چار احمدیوں کے خلاف تعزیراتِ پاکستان دفعہ 295-B، 298-C اور 24-A کے تحت مقدمہ درج کر لیا تھا۔ ان چار احمدیوں کو خود بھی یہ معلوم نہ تھا کہ انہیں کس جرم کی پاداش میں قید کیا جا رہا ہے!

حسن معاویہ عرف آقا ٹوٹی (چیئرمین علماء کونسل آف پاکستان مولوی طاہر اشرفی کا بھائی) اس مقدمہ میں بھی بطور گواہ کے موجود تھا۔

زیرِ حراست احمدیوں کی درخواست برائے ضمانت رد کر دی گئی۔ ضابطہ کے مطابق ضمانت کے لیے ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی گئی جہاں لاہور ہائی کورٹ کا جج جس نے احمدیوں کی ضمانت لینے پر آمادگی ظاہر کر دی تھی اس سے وہ فیصلہ زبردستی واپس دلوایا گیا۔

بہرحال کچھ عرصہ میں ان چار میں سے تین احمدیوں کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا مگر عصمت اللہ کی ضمانت نہ لی گئی کیونکہ ان کے خلاف ایک اور مقدمہ بھی درج کیا گیا تھا۔

یہ دوسرا مقدمہ ایک غیر احمدی جلد ساز سید الطاف حسین کے خلاف صرف اس بنیاد پر قائم کیا گیا تھا کہ وہ احمدیوں کی کتابوں کی جلدیں بنانے کا کام کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد سید الطاف حسین وفات پا گئے۔ بالآخر عصمت اللہ بھی سات ماہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد جولائی 2013ء میں رہا کر دیے گئے۔

یہ پریس اس وقت تک بند ہے۔ اس پریس کی بدولت بیسیوں لوگوں کو روزی روٹی میسر آ رہی تھی جن میں احمدیوں کے ساتھ غیر احمدی دوست بھی شریک تھے۔

یہ مقدمہ ابھی تک چل رہا ہے۔ اس مقدمہ کے پراسیکیوٹر کو تنخواہ حکومتِ وقت ادا کر رہی ہے جبکہ گواہان ملّاں بہم پہنچاتے ہیں۔

د۔ ماہنامہ انصاراللہ پر قائم مقدمہ

☆......اس مقدمہ کی تفصیل اس رپورٹ میں ہی شائع ہو چکی ہے۔

ھ۔ ڈاکٹر مسعود احمد کا مقدمہ

☆......ایک بڑی عمر کے احمدی ہومیوپیتھ جو انگلستان کی شہریت رکھتے ہیں اس الزام پر مقدمہ میں دھر لیے گئے کہ وہ اپنی کلینک میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔ کچھ عرصہ جیل میں گزارنے کے بعد (بین الاقوامی طور پر ہونے والے پرامن احتجاج کے نتیجے میں) انہیں ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ ابھی تک ان کا مقدمہ چل رہا ہے۔

و۔ ہفت روزہ لاہور پر قائم مقدمہ

☆...... پاکستان کے سب سے پرانے ہفتہ وار رسالہ 'لاہور' کو انتظامیہ اور ملّاں کی ملی بھگت کے بعد جولائی 2013ء میں اپنی اشاعت جاری رکھنے سے منع کر دیا گیا۔ اس کے ایڈیٹر یاسر زیروی احمدی مسلمان ہیں۔ رسالہ کے ایڈیٹر اور تین اور احمدیوں کے خلاف امتناعِ قادیانیت آرڈیننس دفعہ 298-C کے تحت پولیس اسٹیشن مزنگ میں (ایف آئی آر نمبر 282/13) مقدمہ قائم کیا گیا تھا۔ اس مقدمہ کی کارروائی بھی جاری ہے۔

ز۔ عاطف احمد پر قائم مقدمہ

☆......عاطف احمد پر امتناعِ قادیانیت آرڈیننس دفعہ 298-B کے تحت 16/جنوری 2013ء کو مقدمہ درج کیا گیا تھا۔ اس مقدمہ کی کارروائی بھی ابھی جاری ہے۔

ان تمام مقدمات کو قائم کرنے کے لیے مدعیان، پولیس کی چھاپہ مار ٹیم، احتجاج کرنے والی عوام، عدالت میں حاضر ہونے والے گواہان، پراسیکیوٹر اور دیگر کاموں کے کرنے کے لیے لازمی طور پر خاطر خواہ رقم خرچ کی جاتی ہے۔ یہ سارا روپیہ کہاں سے آتا ہے؟ روزنامہ خبریں کی 29/اپریل کی اشاعت میں وزارتِ داخلہ کی طرف سے جاری کردہ ایک بیان میں اس کی طرف اشارہ ملتا ہے:

'پاکستان میں قائم 35/بڑے مدرسے 260/ملین روپے بیرونی ایڈ کی صورت میں وصول کرتے ہیں؛ ان امداد دینے والے ممالک میں سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور بحرین شامل ہیں۔' (وزارتِ داخلہ)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جتنی رقم کا ذکر کیا گیا ہے یہ تو پہاڑ کے مقابل پر رائی کے دانے کے موافق ہے۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم چوہدری اعجاز نصراللہ خان صاحب شہید

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4؍اکتوبر 2010ء میں مکرم ذکریا نصراللہ خانصاحب کا مضمون شامل اشاعت ہے جس میں انہوں نے اپنے والد محترم چوہدری اعجاز نصراللہ خانصاحب شہید کا ذکرخیر کیا جو 28 مئی 2010ء کو دارالذکر لاہور میں شہید کردیئے گئے۔

محترم چوہدری اعجاز نصراللہ خانصاحب کی عمر 83 برس تھی۔ آپ 6؍اکتوبر 1927ء کو حضرت چوہدری محمد اسداللہ خانصاحبؓ (سابق امیر جماعت لاہور) کے ہاں داتا زید کا ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت چوہدری نصراللہ خان صاحبؓ ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان (والد حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خانصاحبؓ) کے پوتے تھے اور آپ کی پرورش گیارہ سال تک انہی کے ہاں ہوئی۔

آپ نے میٹرک تک تعلیم قادیان سے حاصل کی اور پھر گورنمنٹ کالج لاہور سے گریجوایشن کرکے وکالت کا امتحان پاس کیا۔ پھر لندن جاکر بیرسٹری کی ڈگری حاصل کی۔

آپ کو متفرق جماعتی خدمات بجالانے کی توفیق ملتی رہی۔ چنانچہ قیام پاکستان کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر مرکز کے لئے زمین کی تلاش اور پھر ربوہ کی آبادکاری کے لئے کام کیا۔ آپ بھی اُس وقت حضرت مصلح موعودؓ کے پہلو میں کھڑے تھے جب حضورؓ نے مستری کو اپنی چھڑی سے ایک نشان لگاکر حکم فرمایا تھا کہ یہاں کھدائی کرو اور پھر وہاں سے ہی پانی دریافت ہوا۔ آپ نائب ناظر امور عامہ کے علاوہ امیر جماعت اسلام آباد، ممبر فقہ کمیٹی، نائب امیر ضلع لاہور اور ممبر قضاء بورڈ بھی رہے۔

آپ خلافت سے انتہائی وفا کے ساتھ پیار کرنے والے، انتہائی نڈر اور جوشیلے داعی الی اللہ تھے۔ انتہائی مخالفت کے باوجود اپنے دفتر میں تبلیغ کرتے اور مشکل حالات میں بھی اپنے احمدی ہونے کا اعلان بڑے فخر سے کیا کرتے تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد خود کو کلیۃً جماعتی کاموں کے لئے وقف کردیا۔ انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ نمازیں ادا کیا کرتے اور جو دعا کے لئے کہتا اُس کا نام لے کر نماز میں دعا کرتے۔ ہمیشہ راضی بہ رضائے الٰہی رہتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ خداتعالیٰ جو بھی کرتا ہے ہماری بہتری کے لئے ہی کرتا ہے اس لئے مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ اُس کی رضا پر خوشی سے سرتسلیم خم کرنا چاہئے۔

وقت کی پابندی کا بے حد خیال رکھتے۔ آپ کا معمول تھا کہ روزانہ تہجد ادا کرتے۔ پھر نماز فجر ادا کرکے قریباً ایک گھنٹہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے۔

خداتعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ چندہ کی بروقت اور باقاعدہ ادائیگی کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اگر کسی وجہ سے چندہ کی ادائیگی میں تھوڑی سی بھی تاخیر ہوجاتی تو آپ کی طبیعت میں بے چینی حد درجہ بڑھ جاتی اور جب تک چندہ ادا نہ کرلیتے فکرمند رہتے۔ شہادت سے تین سال قبل حصہ جائیداد بھی ادا کردیا۔ ہر تحریک میں فراخ دلی سے حصہ لیتے اور بہت سے یتامیٰ اور مساکین کے مستقل وظائف لگائے ہوئے تھے۔ تنگ دست گھرانوں کی کئی بچیوں کی شادی میں مدد کی۔ یہ سخاوت رازداری سے مستقل جاری رہتی۔

آپ کی زندگی بے شمار ایمان افروز واقعات سے بھری پڑی ہے۔ جن دنوں آپ مناپلی کنٹرول اتھارٹی کے رجسٹرار کے طور پر اسلام آباد میں تعینات تھے تو ایک فائل کارروائی کے لئے آپ کے پاس آئی جو قانونی تقاضوں پر پوری نہ اتری تو آپ نے اسے Approve کرنے سے انکار کردیا۔ اس پر وزیراعظم بھٹو اتنا ناراض ہوا کہ اس نے حضرت چوہدری ظفراللہ خانصاحبؓ کے بارے میں بھی گستاخانہ کلمات کہے اور آپ کو ایک دھمکی آمیز نوٹ لکھا جس کا متن یہ تھا کہ یا تو ہمارا یہ کام کردو ورنہ تمہارے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ یہ معاملہ کسی نے حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کی خدمت میں پیش کیا تو حضورؒ نے آپ کے دوستوں سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ نے اپنا احمدی ہونا کبھی چھپایا ہے؟ جواباً ساتھیوں نے عرض کیا کہ حضور! چھپانا تو دُور کی بات، یہ تو اعلانیہ دعوت الی اللہ کرتے رہتے ہیں۔ یہ جواب سن کر حضورؒ نے فرمایا: ''اچھا، پھر بزدل ہے تو استعفیٰ دے دے''۔ جب یہ جواب آپ کو ملا تو اُس وقت آپ کے برادر نسبتی محترم خواجہ سرفراز احمد صاحب مرحوم بھی وہاں موجود تھے چنانچہ اُن کے مشورہ سے آپ نے ایک خط بھٹو کو لکھا جس کے آخر میں لکھا:

"If I resign, it may seem that I have got something to hide and since that is not the case, I have decided not to resign. You may go ahead and do what so ever you may like".

یہ جواب پڑھ کر بھٹو نے آپ کو بغیر کوئی وجہ بتائے نوکری سے برخواست کردیا۔ اور آپ نے بھٹو کو خط دعا کی درخواست کے ساتھ حضورؒ کی خدمت میں پیش کردیا۔ وہاں محترم چوہدری عبدالحق ورک صاحب سابق امیر جماعت اسلام آباد بھی موجود تھے۔ اگلے روز فجر کے بعد انہوں نے آپ کو بتایا کہ رات کو میں آپ کے لئے دعا کررہا تھا تو آواز آئی ''چھٹیاں مناؤ، عیش کرو''۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مارشل لاء لگنے کے بعد ایک انکوائری کے نتیجہ میں آپ کے حق میں فیصلہ ہوا کہ آپ کو نوکری پر بحال کیا جاتا ہے اور دو سال کا درمیانی عرصہ چھٹی تصور کیا جائے گا۔

ایک اور واقعہ کچھ یوں ہے کہ آپ کی ایک نئے دفتر میں پوسٹنگ ہوئی تو وہاں ایک شخص سلسلہ کی انتہائی مخالفت کرتا تھا۔ اس کی ترقی لمبے عرصہ سے رُکی ہوئی تھی۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ نیا آنے والا افسر احمدی ہے تو اس کو اپنی ترقی کے رہے سہے آثار بھی ختم ہوتے نظر آئے۔ سو اس نے پہلے سے بھی زیادہ شدّت سے مخالفت شروع کردی۔ آپ اس کے باوجود اس سے پیار کا سلوک فرماتے رہے اور جب ترقی کا معاملہ پیش ہوا تو آپ نے سفارش بھی کردی۔ جب اس مخالف پر یہ حقیقت ظاہر ہوئی تو وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آپ کے دفتر میں حاضر ہوا اور اپنے کئے پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے معافی مانگی اور نوکری کے بعد بھی آپ کے حسن سلوک اور حق شناسی کے گن گاتا رہا۔

محترم چوہدری صاحب انتہائی صابروشاکر تھے۔ ایک دلفریب مسکراہٹ اپنے چہرے پر سجائے امتحانوں سے دعا کرتے ہوئے نبردآزما رہے۔ بیماری میں بھی انتہائی برداشت کا مظاہرہ ہوتا۔ صبر کا یہ عالم تھا کہ اگر کبھی وہ صرف اتنا کہہ دیتے کہ آج کچھ درد محسوس ہورہا ہے تو ہم سمجھ جاتے کہ تکلیف برداشت سے بڑھ چکی ہے اور پھر ڈاکٹری معائنہ سے یہی بات ثابت ہوتی تھی۔ آپ کہا کرتے تھے کہ جو برداشت ہوجائے وہ تکلیف نہیں ہوتی۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی آپ کی زندگی میں فوت ہوئے تو بھی آپ نے انتہائی صبر کا نمونہ پیش کیا۔

جہاں آپ ایک باوقار طبیعت کے مالک تھے وہیں آپ کی عاجزی بھی قابل دید تھی۔ ایمان کی حرارت سے لبریز ہونے کے باوجود اپنی کمزوری کا اظہار کرتے ہوئے اپنے مولا کی خوشنودی کی طلب میں رہے۔ ایک بار فرمایا کہ ''مجھے اپنے مولا سے صرف رحم کی بھیک مانگنے میں ہی عافیت نظر آتی ہے اور اگر روزِ جزا سزا میرا مولا مجھ سے یہ سوال پوچھے کہ کوئی ایک وجہ بتا کہ میں تجھے بخش دوں تو میرے پاس اس کا صرف ایک جواب ہے کہ اے میرے مولا میں نے ساری زندگی اپنے ماں باپ کے سامنے اُف نہیں کی، کبھی نہیں کا لفظ ان کے سامنے نہیں کہا، ان کی خدمت بغیر کسی حیل وحجت اور بغیر کسی لالچ کے کی ہے۔ میرے پاس بس یہی ایک چیز ہے۔

آپ بہت مہمان نواز تھے۔ کثرت سے آنے والے مہمان ہمیشہ آپ کی بے تکلفی اور پیار کے سبب اپنے آپ کو گھر کا حصہ ہی تصور کرتے۔ اگر کبھی مہمان غیراز جماعت دوست ہوں تو انہیں دل کھول کر تبلیغ کرتے۔ ان مہمانوں میں امیر اور غریب ہر قسم کے لوگ ہوتے۔ بڑے سیاستدان اور صنعتکار، اعلیٰ عدالتوں کے جج، وزیر، سفیر سب ہی ہوتے۔ آپ دوسروں کے کام آتے تھے مگر اپنے کسی ذاتی کام کی خاطر کبھی ان تعلقات کا سہارا نہ لیتے۔ چنانچہ جرمنی کے نائب وزیر خارجہ نے آپ کو جرمنی کا visa کا دعوت نامہ بھجوایا لیکن 80 سال کا ہونے کے باوجود آپ نے صبح پانچ بجے سفارتخانہ کے باہر عام لوگوں کے ہمراہ قطار میں کھڑے ہوکر اپنی باری پر ویزا حاصل کیا۔

کچھ عرصہ قبل جماعت لاہور نے حفاظت کے پیش نظر چند ہدایات دی تھیں جن میں کبھی کبھی نماز جمعہ سے غیرحاضری بھی شامل تھی۔ آپ نے فرمایا کہ باقی ہدایات پر تو عمل کروں گا لیکن یہ میں نہیں مان سکتا اور جمعہ چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان ظالموں کا کیا ہے، یہ زیادہ سے زیادہ ہمیں شہید ہی کردیں گے۔ ہمیں اس سے بڑھ کر اور کیا چاہئے؟

چنانچہ 28 مئی 2010ء کو آپ کی یہ خواہش خداتعالیٰ نے پوری فرمادی اور امیر صاحب ضلع کے کہنے پر کہ چوہدری صاحب! آپ محفوظ جگہ پر چلے جائیں۔ آپ نے مسکرا کر جواب دیا کہ میں نے تو شہادت کی دعا مانگی ہے، میں کیسے چلا جاؤں؟ یہ وہ آخری الفاظ تھے جو آپ نے ادا فرمائے اور پھر چہرہ پر مسکراہٹ اور دل میں ایمان اور اطمینان لئے آپ اپنے خالق حقیقی کے حضور اپنے جسم پر گولیوں اور گرنیڈ کے زخم تمغوں کی طرح سجائے فخر سے پیش ہوگئے۔

مکرم پروفیسر عبدالودود صاحب شہید

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 22 نومبر 2010ء میں مکرمہ امۃ النصیر صاحبہ کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اپنے بھائی مکرم پروفیسر عبدالودود صاحب شہید کا ذکرخیر کیا ہے جو 28 مئی 2010ء کو دارالذکر لاہور میں شہید ہوگئے۔ آپ حضرت عبدالحمید شملوی صاحبؓ کے پوتے اور مکرم عبدالمجید صاحب مرحوم کے بیٹے تھے۔ بہن بھائیوں میں آپ کا تیسرا نمبر تھا۔

مضمون نگار رقمطراز ہیں کہ ہم بہت چھوٹے تھے۔ میں سب سے چھوٹی بہن ہوں۔ جب ہمارے والد صاحب کی وفات ہوئی تو بھائی ودود صاحب نے ہمیں کبھی احساس نہ ہونے دیا کہ ہم والد صاحب کے سایہ شفقت سے محروم ہیں۔ میری ہر پریشانی سنتے اور پھر جہاں تک ممکن ہوتا اسے دُور کرتے۔ میرے شوہر کے ساتھ بھی بھائیوں جیسا رویہ تھا۔

بھائیوں کے ساتھ بھی آپ کا دوستانہ اور مثالی تعلق تھا۔ اپنے سب بھائیوں کا احترام کرتے تھے۔ اپنے بڑے بھائیوں کو باپ کا درجہ دیتے ہوئے احترام اور پیار کرتے تھے۔ جب بھی خاندان میں کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو ہم سب پیارے شہید بھائی کے مشورے سے ہی مستفید ہوتے۔ آپ نہایت ملنسار اور باوفا انسان تھے۔ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔

آپ کی ازدواجی زندگی بھی ایک مثال تھی۔ آپ بہت پیار اور محبت کرنے والے شوہر تھے۔ بہت شفیق باپ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے شادی کے سات سال بعد آپ کو اولاد عطا فرمائی۔ اپنی اولاد کی تربیت کی طرف خاص کر توجہ دیتے۔ بچوں پر سختی صرف نماز اور قرآن کی تلاوت پر کرتے۔ آپ خود بھی پنجوقتہ نماز اور تہجد کے پابند تھے۔ آپ کا گھر مرکز نماز ہوا کرتا تھا۔ قرآن سے آپ کو خاص لگاؤ تھا۔ خلافت سے بہت محبت تھی۔ فدائی احمدی تھے۔ خلیفۂ وقت کی ہر تحریک پر لبیک کہتے ہوئے حسب استطاعت شامل ہوتے۔ ایک عرصہ تک مقامی جماعت کے صدر رہے۔ آپ کو اسیر راہ مولا

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19؍اگست 2010ء میں شامل اشاعت محترم عبدالمنان ناہید صاحب کی نظم بعنوان ''ظلم'' میں سے انتخاب پیش ہے:

ہدف گولیوں کے نہتے نمازی
بجز ظلم کے اس کا عنوان کیا ہے
مجھے مار کر کیا مٹا دو گے مجھ کو
یہ تُو نے تو سوچا ہی نادان کیا ہے
ہوں سو جسم، سو جاں ہوں سو بار قرباں
یہ اک جسم کیا ہے یہ اک جان کیا ہے
یہ شہدائے لاہور سمجھا گئے ہیں
وفا کیا ہے اور عہد و پیمان کیا ہے
وراء الوراء تیرے وہم و گماں سے
اب اس کا جواب آئے گا آسماں سے

رہنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ آپ پر کلمے کا کیس بھی ہوا جو سات سال تک چلتا رہا۔

خدمت خلق کا شوق بھی بہت تھا۔ آپ ہر اپنے پرائے غریب اور ضرورتمند کی مدد بلاامتیاز مذہب کیا کرتے تھے۔ کئی بار خون کا عطیہ بھی دیا۔

آپ ایم اے انگلش تھے اور باغبانپورہ لاہور میں انگلش کے پروفیسر تھے۔ اپنی پروفیشنل لائف میں بہت ایماندار تھے اور اپنے اخلاق کی وجہ سے بہت عزت و احترام سے جانے جاتے تھے۔ آپ کی شہادت پر آپ کے کالج کا تمام سٹاف اور پرنسپل بھی تعزیت کے لئے تشریف لائے۔

مکرم شیخ محمود احمد صاحب شہید آف مردان

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 12 نومبر 2010ء میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق 8 نومبر 2010ء کی رات پونے آٹھ بجے مکرم شیخ محمود احمد صاحب آف مردان اپنے بیٹے مکرم شیخ عارف محمود صاحب کے ہمراہ موٹرسائیکل پر اپنی دکان سے واپس گھر آرہے تھے کہ گھر کے قریب نامعلوم موٹرسائیکل سواروں نے ان پر فائرنگ کردی اور فرار ہوگئے۔ اس حملہ کے نتیجہ میں تین فائر مکرم شیخ محمود احمد صاحب کو لگے اور وہ موقع پر ہی شہید ہوگئے جبکہ ایک گولی ان کے بیٹے مکرم عارف محمود صاحب کے کولہے میں لگی اور اس نے مثانہ اور بڑی آنت زخمی کردی۔

محترم شیخ محمود احمد صاحب شہید کے دادا حضرت شیخ نیاز دین صاحبؓ نے 1907ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی جبکہ مرحوم کے والد مکرم شیخ نذیر احمد صاحب نے 1932ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی۔ یہ خاندان کوئٹہ کا رہنے والا تھا۔ 1935ء میں کوئٹہ میں زلزلہ کے بعد یہ خاندان ہجرت کرکے مردان آگیا اور یہاں کاروبار شروع کردیا۔ تجارت پیشہ اور احمدی ہونے کی وجہ سے مردان میں آپ کو ہمیشہ مصائب و مشکلات کا سامنا رہا ہے۔

مکرم شیخ محمود احمد صاحب سات بھائی اور چار بہنیں ہیں۔ شہید مرحوم اور ان کے سب بھائیوں کو مختلف اوقات میں تقریباً 20 جماعتی مقدمات میں اسیر راہ مولیٰ ہونے کی توفیق ملی۔ شہید مرحوم کے دو بھائیوں کو ایک جماعتی مقدمہ میں عدالت نے پانچ سال قید کی سزا سنائی حالانکہ مذکورہ مقدمہ کی زیادہ سے زیادہ سزا تین سال تھی اور اسی بنا پر بعد میں ہائیکورٹ سے بری ہوئے۔ اس کے علاوہ مرحوم کے ایک بھائی مکرم شیخ مشتاق احمد صاحب مرحوم کو 1974ء میں انتظامیہ نے ضلع بدر کردیا تھا۔ احمدیہ مسجد مردان پر دو ماہ قبل ایک خودکش حملہ بھی ہوا تھا اور اس سانحہ میں آپ کے بھتیجے مکرم شیخ عامر رضا صاحب شہید ہوگئے تھے۔

1974ء میں قومی اسمبلی میں جماعت کے حوالہ سے کارروائی جاری تھی کہ مخالفین کے مطالبہ پر ایک کتاب کی حوالہ کے طور پر ضرورت پیش آئی جو بظاہر میسر نہ تھی۔ مرحوم اِن دنوں اسلام آباد میں تھے۔ آپ کو علم ہوا تو مردان جاکر کسی لائبریری سے مطلوبہ کتاب لاکر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں پیش کردی۔ اس کے بعد ایک اور کتاب کی ضرورت پیش آئی تو آپ دوبارہ مردان گئے اور کتاب لے آئے۔

2008ء میں مرحوم کو معاندین احمدیت نے اغوا کرلیا تھا اور 22 روز بعد 20 لاکھ روپے تاوان دے کر رہائی عمل میں آئی تھی۔ پہلے تو اغواء کنندگان کا رویہ نہایت متعصّبانہ تھا تاہم آپ کا کردار، نماز تہجد اور دیگر نمازوں کی ادائیگی دیکھ کر رویے میں تبدیلی آئی اور ٹھنڈے پانی اور پنکھے وغیرہ کی سہولت دے دی۔

اغوا کے واقعہ کے قریباً تین ماہ بعد آپ کی دکان کو بم سے اڑانے کی کوشش کی گئی۔ تاہم خدا کے فضل سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ مرحوم کے ایک بھائی مکرم شیخ جاوید احمد صاحب کی دکان پر 5/ مارچ 2010ء کو دھماکہ کیا گیا۔ دونوں واقعات میں اللہ تعالیٰ نے جانی نقصان سے محفوظ رکھا۔

شہید مرحوم کی عمر 58 سال تھی اور تعلیم بی اے تھی۔ آپ فعّال داعی الی اللہ تھے۔ نماز تہجد اور نماز پنجگانہ کے پابند تھے۔ بااخلاق اور باعمل احمدی تھے۔ حضور انور کے خطبات سننے کی سختی سے خود بھی اور بچوں سے بھی پابندی کرواتے تھے۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ آپ نے مردان شہر میں مختلف مقامات پر رفاہ عامہ کی غرض سے پانچ الیکٹرک واٹر کولر لگوائے تھے۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ ذکیہ بیگم صاحبہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

محترم منور احمد صاحب شہید

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 15 دسمبر 2010ء میں مکرم مرزا منور احمد صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے جو محترم منور احمد صاحب شہید کے ذکرخیر پر مشتمل ہے۔

مکرم منور احمد صاحب اور آپ کے بھائی مکرم انیس احمد صاحب دونوں 28 مئی 2010ء کو دارالذکر لاہور میں شہید ہوگئے۔ آپ کل چار بھائی اور ایک بہن ہیں۔ مکرم منور احمد صاحب بوقت شہادت نائب ناظم اصلاح و ارشاد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کام کر رہے تھے۔ نہایت اخلاص والے، اطاعت گزار اور خدمت دین کرنے والے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ نڈر اور پُرجوش داعی الی اللہ بھی تھے۔

2004ء میں خاکسار لاہور سے داعیان الی اللہ کا ایک وفد لے کر داعیان کلاس کے لئے ربوہ گیا تو منور احمد صاحب بھی ازخود چند دوستوں کے ہمراہ ربوہ زیارت کے لئے آئے ہوئے تھے اور دارالضیافت میں قیام پذیر تھے۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ داعیان کی کلاس ہورہی ہے تو آپ خود ہی اس کلاس میں بھی شامل ہوگئے۔

منور احمد صاحب پیدائشی احمدی تھے لیکن ان کی پرورش اُن کی دادی نے کی تھی جو کہ اہل تشیع تھیں۔ اسی وجہ سے آپ شیعہ ہوگئے اور اس سلسلہ میں متعدد بار چلّہ کشی کی خاطر ایران تک گئے۔ مگر بالآخر احمدیت کی طرف لوٹ آئے۔ آپ کی بعض خدمات پر بڑا رشک آتا تھا۔ بوقت شہادت عمر 30 سال تھی۔

آپ کی موبائل فون ٹھیک کرنے کی دکان تھی۔ اپنی مارکیٹ میں ہردلعزیز تھے۔ اپنی دکان پر اکثر کمپیوٹر پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی CD`s لگادیتے اور دوستوں کو تبلیغ کرتے۔ آپ کی دکان کے سامنے ایک مخالف ٹریول ایجنٹ کا دفتر تھا جس نے انہیں تبلیغ سے منع کیا اور ایک روز بڑا شور مچایا اور دوسروں کو اکٹھا کرلیا کہ اس کو پولیس میں دیں۔ دوسرے لوگوں نے بیچ بچاؤ کروادیا۔ بعد میں وہ ٹریول ایجنٹ بہت سے لوگوں سے پیسے لے کر بھاگ گیا اور بہت بدنام ہوا۔

اپنے والدین کی بہت خدمت کی۔ آپ کی والدہ کی وفات ہوچکی ہے جبکہ والد صاحب زندہ ہیں اور مختلف عوارض میں مبتلا ہیں۔ شہید مرحوم اُن کے علاج معالجہ کا بہت خیال رکھتے۔ روزانہ رات کو اُن کی مالش کرنا اور اُن کو دبانا آپ کا معمول تھا۔

آپ کئی دفعہ دوستوں کو دعا کے لئے کہتے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت دے۔ یہ دعا قبولیت کا شرف پاگئی۔ دہشتگردوں کے حملہ کے دوران جس طرح آپ نے دوسروں کو بچایا اور کسی چیز کی پرواہ نہ کی اس کا تفصیلی ذکر حضور انور ایدہ اللہ اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرماچکے ہیں۔ وہ لائق تحسین ہے اور آپ کی بہادری کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ شہید مرحوم نے اپنے پیچھے بوڑھے والد اور بھائیوں اور ایک بہن کے علاوہ بیوہ اور ایک بچی سوگوار چھوڑے ہیں۔

محترم عرفان احمد ناصر شہید

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 18 دسمبر 2010ء میں مکرم عطاء القدوس صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں وہ اپنے چھوٹے بھائی محترم عرفان احمد ناصر شہید (عرف مٹھو) کا ذکرخیر کرتے ہیں جو 28 مئی 2010ء کو دارالذکر لاہور میں شہید کردیئے گئے۔

محترم عرفان احمد ناصر شہید کی پیدائش دارالذکر سے ملحقہ کوارٹر میں 29 مارچ 1978ء کو ہوئی۔ چونکہ ان کا بچپن، لڑکپن اور جوانی دارالذکر میں گزری اس حوالہ سے ان کو دارالذکر سے گہرا لگاؤ تھا۔ جب بھی دنیاوی کام کاج سے فرصت ملتی تو یہاں چلے آتے۔ خدمتِ دین میں پیش پیش، پانچ وقت کے نمازی، انتہائی ملنسار، والدین کے انتہائی خدمت گزار۔ بڑوں کی عزت اور چھوٹوں سے پیار کرنے والے متوازن طبیعت کے مالک تھے۔ پُرکشش شخصیت تھی۔ مناسب قد، گندمی رنگ اور چہرے پر خوبصورت آنکھیں اس کی شخصیت میں اور بھی نکھار پیدا کرتی تھیں۔

ہمارے خاندان میں احمدیت میرے دادا محترم دین محمد صاحب کے ذریعہ آئی۔ آپ نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ آپ دریا کے کنارے ایک ٹیلہ پر کھڑے ہیں اور کچھ فاصلے پر حضرت مصلح موعودؓ لوگوں میں کچھ بانٹ رہے ہیں۔ حضورؓ کی نظر آپ پر پڑی تو فرمایا: تم بھی یہ لنگر لے لو ورنہ پیچھے رہ جاؤ گے۔ اس رؤیا کے بعد آپ نے بیعت کرلی۔ بعدازاں آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں لکھا کہ میرے ہاں اولاد متوقع ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نیک صالح اولاد عطا فرمائے۔ حضورؓ کی طرف سے جواب موصول ہوا ''بیٹا ہوگا، نام عبدالمالک، خادمِ دین ہوگا''۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور میرے والد محترم عبدالمالک صاحب کی پیدائش ہوئی جنہیں اللہ کے فضل وکرم سے تادمِ آخر خدمتِ دین کی بہت توفیق ملی۔

ہمارے پڑنانا حضرت بابا نور احمد صاحب خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے باورچی رہے۔ ہماری پڑنانی حضرت حسین بی بی صاحبہؓ حضرت امۃ القیوم صاحبہ بنت حضرت مصلح موعودؓ کی رضاعی والدہ تھیں۔

محترم عرفان احمد ناصر بہت بہادر تھے۔ اکثر دارالذکر کے باہر گیٹ کے سامنے ٹریفک کنٹرول کی ڈیوٹی سرانجام دیتے تھے۔ 28 مئی 2010ء کو بھی اپنی ڈیوٹی پر سینہ سپر مردانہ وار کھڑے تھے اور حملہ کی ابتدا میں ہی شہادت پانے والوں میں شامل ہوئے۔ ان کو پانچ گولیاں لگیں جن میں دو سینہ پر لگیں۔ دو سے اڑھائی گھنٹے دارالذکر کے مرکزی دروازہ کے پاس آپ کا جسم پڑا رہا اور خون بہتا رہا۔ شہادت سے چند روز قبل آپ نے اپنے ایک دوست کو کہا تھا کہ اگر حملہ ہوا تو دشمن میری لاش پر سے گزر کر ہی اندر جاسکے گا۔

نیز اپنی شہادت سے چند روز قبل گھر کے گیٹ پر حضرت مسیح موعودؑ کا یہ شعر بطور سٹیکر لگایا۔

راہِ مولا میں جو مرتے ہیں وہی جیتے ہیں
موت کے آنے سے پہلے ہی فنا ہو جاؤ

عرفان شہید گھر میں سب سے چھوٹا تھا۔ آپ کے تین بھائی اور ایک بہن ہیں۔

شہید مرحوم میں خدمتِ خلق کا جذبہ بھی نمایاں تھا۔ شہادت کے روز بھی صبح اپنے ایک ہمسائے کی گاڑی کے پنکچر ٹائر کو خود اتار کر ٹھیک کروایا اور واپس لاکر گاڑی میں لگایا۔ اُن کی خدمت کا انداز ہر ایک کو خوش کردینے والا تھا اور اس میں وہ کبھی مذہب یا رنگ و نسل کا فرق نہیں کرتے تھے۔

شہید مرحوم کے والدین وفات پاچکے ہیں اور پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور بہن بھائی شامل ہیں۔ شہید مرحوم موصی تھے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23/ اگست 2010ء میں مکرم عامر احمدی صاحب کی رمضان المبارک کے حوالہ سے نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

ہزاروں رحمتیں لے کر مہینوں کا اِمام آیا
مبارک دوستو یارو، کہ پھر ماہِ صیام آیا
عبادت میں نکھار آیا، طبیعت میں وقار آیا
نگاہوں میں حیا آئی، دلوں میں احترام آیا
سنا ہے اس مہینے میں بدل جاتے ہیں دل اکثر
مبارک وہ کہ جس کی خوش نصیبی پر دوام آیا
خدایا رحم کر اس پر خدایا بخش دے اس کو
بصد منت ترے در پر ترا ادنیٰ غلام آیا

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 27/ جولائی 2010ء میں مکرم ڈاکٹر عبدالکریم خالد صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

یہ دکھ کیا ہے، یہ غم کیا ہے، یہ انبوہِ ستم کیا ہے؟
جو دل کو چیر کر رکھ دے وہ رودادِ الم کیا ہے
جنوں آثار دن اُترا مری تقویم خلقت میں
نمود صبح سوزاں میں سکوتِ شامِ غم کیا ہے؟
مرے پیاروں پہ جو گزری سو گزری عصر ڈھلنے تک
پھر اس کے بعد کا منظر بتا اے چشمِ نم کیا ہے؟
ہمیں تم کیا سمجھتے ہو کہ ہم تو اک اشارے پر
کٹا دیتے ہیں سر اپنا، سرِ تسلیم خم کیا ہے
یہ دہشت گرد کیسے ہیں یہ کس جنت کے طالب ہیں
یہ کس دین و دھرم کے ہیں، یہ دیں کیا ہے، دھرم کیا ہے؟
تجھے پہچان لیتے ہیں ترے مکر و ریا سے ہم
تری دستار میں واعظ علاوہ پیچ و خم کیا ہے؟

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
July 11, 2014 – July 17, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday July 11, 2014

00:00	World News
00:30	Dars-ul-Quran: Recorded on January 12, 1998.
02:50	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
03:40	Seminar Seerat-un-Nabi
04:45	Chef's Corner: A series of culinary programmes teaching how to prepare a variety of dishes.
05:30	Ramadan Fiqah Ki Roshni Mein
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
07:05	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:40	Rah-e-Huda
09:15	Indonesian Service
10:25	Dars-ul-Quran: Recorded on January 13, 1998.
11:35	Dars-e-Hadith
12:00	Live Friday Sermon
13:20	Noor-e-Mustafwi
13:35	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
13:50	Yassarnal Quran
14:30	Shottor Shondhane
15:40	Hamara Aaqa
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Real Talk
19:20	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:20	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Ramadan.
21:00	Friday Sermon [R]
22:15	Rah-e-Huda
23:50	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Saturday July 12, 2014

00:45	World News
01:15	Dars-ul-Quran
02:30	Friday Sermon: Recorded on July 4, 2014.
03:35	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
04:25	Rah-e-Huda
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
07:05	Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:35	Shaan-e-Khatamul Ambiya [saw]
08:25	International Jama'at News
08:55	Story Time: A children's programme featuring Islamic stories, teaching various aspects of religious and moral values.
09:15	Ramadhan Question Time
10:05	Indonesian Service
11:05	Dars-ul-Quran: Recorded on January 14, 1998.
13:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
13:30	Al-Tarteel
14:00	Shotter Shondhane
15:05	Ramadhan Question Time
16:00	Live Rah-e-Huda: A live interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
17:35	Al-Tarteel
18:05	World News
18:25	Shaan-e-Khatamul Ambiya [saw]
19:20	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:30	International Jama'at News
21:00	Dars-ul-Quran [R]
22:20	Story Time
23:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Sunday July 13, 2014

00:00	World News
00:30	Dars-ul-Quran
01:45	Ramadhan Question Time
02:50	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
03:45	Friday Sermon: Recorded on July 11, 2014.
05:10	Shaan-e-Khatamul Ambiya [saw]
06:05	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
07:05	Yassarnal Quran
07:40	Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
08:50	Real Talk
09:55	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Quran: Recorded on January 15, 1998.
12:35	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:55	Friday Sermon [R]
14:00	Shotter Shondhane
15:05	MTA Variety
16:10	Ramadan Question And Answer
17:05	Kids Time: An educational program for children discussing various prayers, hadith and general Islamic knowledge.
17:30	Yassarnal Quran
18:05	World News
18:25	Seminar Seerat-un-Nabi
19:25	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:30	Roots To Branches
21:00	Dars-ul-Quran [R]
22:15	Friday Sermon [R]
23:30	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Monday July 14, 2014

00:30	World News
01:10	Dars-ul-Quran
02:40	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
03:30	Roots To Branches
03:55	Friday Sermon: Recorded on July 11, 2014.
04:55	Real Talk
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
07:20	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
07:35	Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
08:05	International Jama'at News
08:40	Blessings And Importance Of Ramadan
09:45	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on April 25, 2014.
11:00	Dars-ul-Quran: Recorded on January 17, 1998.
12:15	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
13:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
13:30	Al-Tarteel
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Blessings And Importance Of Ramadan
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Kids Time: An educational program for children discussing various prayers, hadith and general Islamic knowledge.
18:50	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
19:10	Tilawat
20:15	Blessings And Importance Of Ramadhan
21:00	Dars-ul-Quran [R]
22:15	Malayalam Service
23:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Tuesday July 15, 2014

00:00	World News
00:30	Dars-ul-Quran
01:40	Seerat-un-Nabi
02:50	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
03:40	Friday Sermon: Recorded on October 3, 2008.
04:25	Blessings And Importance Of Ramadan
05:05	Seerat-un-Nabi
06:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
07:00	Dars-e-Malfoozat
07:15	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:35	Real Talk
08:35	Quran Quiz
09:45	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Quran: Recorded on January 18, 1998.
12:15	Alif Urdu: A series of an educational program for teaching Urdu language in a fun and intuitive environment.
13:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
13:30	Yassarnal Quran
14:00	Shotter Shondhane
15:00	As-Sayyam
15:30	Spanish Service
15:55	Real Talk
17:00	Alif Urdu
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:15	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on July 11, 2014.
19:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:15	Noor-e-Mustafwi
20:35	As-Sayyam
21:05	Dars-ul-Quran [R]
22:15	Alif Urdu
23:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Wednesday July 16, 2014

00:00	World News
00:15	Dars-ul-Quran
01:35	Noor-e-Mustafwi
01:55	As-Sayyam
02:40	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
03:30	Quran Quiz
04:55	Real Talk
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
07:15	Al-Tarteel
07:45	MTA Variety
08:45	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
09:45	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Quran: Recorded on January 19, 1998.
12:50	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
13:30	Al-Tarteel
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
16:05	Kids Time: An educational program for children discussing various prayers, hadith and general Islamic knowledge.
16:40	Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Seerat-e-Rasool
19:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:30	Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
21:00	Dars-ul-Quran [R]
23:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Thursday July 17, 2014

00:00	World News
00:30	Dars-ul-Quran
02:05	Seerat-e-Rasool
02:40	Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an.
03:35	MTA Variety
04:35	Fiqahi Masail
05:15	Faith Matters
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
07:00	Yassarnal Quran
07:40	Beacon Of Truth: An interactive English talk show series exploring various matters relating to Islam.
08:45	Seminar Seerat-un-Nabi
09:45	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Quran: Recorded on January 20, 1998.
13:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
13:30	Yassarnal Quran
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on June 27, 2014.
15:05	Seminar Seerat-un-Nabi
16:00	Maseer-e-Shahindgan: A Persian programme.
16:30	Faith Matters
17:35	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:25	Chef's Corner: A series of culinary programmes teaching how to prepare a variety of dishes.
19:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:20	Ramadhan Fiqah Ki Roshni Mein
21:00	Dars-ul-Quran [R]
22:15	Seminar Seerat-un-Nabi
23:10	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 04 July , 2014 | Issue No. 27

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2014ء

Karben (جرمنی) میں مسجد صادق کے سنگ بنیاد کی تقریب میں علاقہ کے میئر، مختلف سیاسی وسماجی اہم شخصیات اور دیگر معززین شہر کی شرکت۔

مسجد کی تعمیر پر مبارکباد اور جماعت احمدیہ کی رواداری اور ملکی خدمات میں بھرپور شرکت پر خراج تحسین

❁...... یہ مسجد جس کا نام صادق رکھا گیا ہے جب مکمل ہوگی اور اس پر صادق مسجد لکھا جائے گا اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ سچا اور سچائی کو پھیلانے والا، سچ پھیلانے والا۔ ❁...... احمدی جو بات کہتے ہیں سچ کہتے ہیں اور سچائی پھیلانے والے ہیں۔

❁...... مسجد ایک ایسی جگہ بننے والی ہے جہاں لوگ صرف خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہی اکٹھے نہیں ہوتے بلکہ اس کے پیغام کو پہنچانے اور اس پر عمل کرنے کے لئے بھی اکٹھے ہوتے ہیں جو اُن کو خدا تعالیٰ نے دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جہاں تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو وہاں اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حق بھی ادا کرو۔

❁...... ہمارا ہر کام سچ پر ہے۔ سچائی پر ہے۔ انصاف پر ہے اور ہمارا ہر پیغام امن، محبت، سلامتی اور پیار کا ہے۔

(مسجد صادق کاربن کی تقریبِ سنگ بنیاد کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب)

❁...... ’خلیفۃ المسیح کا امن کا پیغام پہنچانے کا انداز بہت مؤثر ہے۔‘ ❁...... ’خلیفۃ المسیح کی ہر بات اس آدمی کے دل کی آواز ہے جو امن اور سلامتی چاہتا ہے۔‘ ❁...... ’خلیفہ بہت گہرائی سے سوچنے والے انسان ہیں جو اپنے الفاظ بہت سوچ کر چنتے ہیں۔‘ ❁...... ’خلیفہ سے امن اور محبت کی لہریں پھوٹتی ہیں جو انسان کے دل پر اثر کرتی ہیں اور بہت سکون ملتا ہے۔‘

(مسجد دارالامان فرید برگ کے افتتاح اور مسجد صادق کاربن کے سنگ بنیاد کی تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات)

تقریب آمین۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں حضور انور کے دورہ اور مساجد کے افتتاح وسنگ بنیاد کی تقریبات کی تشہیر

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

(بقیہ رپورٹ)

7 جون 2014ء بروز ہفتہ

کاربن (Karben) میں مسجد صادق کے سنگ بنیاد کی تقریب

فرید برگ سے Karben شہر کا فاصلہ قریباً چھ کلومیٹر ہے۔ دس منٹ کے سفر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی Karben تشریف آوری ہوئی۔

یہاں کی مقامی جماعت کے افراد مرد و خواتین، جوان بوڑھے اور بچے بچیوں نے بڑے پُرجوش اور والہانہ انداز میں اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ ان کے لئے آج کا دن بے انتہا خوشیوں اور برکتوں کا حامل دن تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم پہلی دفعہ ان کی سرزمین پر پڑ رہے تھے۔ ہر کوئی بے حد خوش تھا۔ جونہی حضور انور کی گاڑی اس جگہ پہنچی تو احباب جماعت نے خوشی سے نعرے بلند کئے اور بچوں اور بچیوں کے گروپس نے دعائیہ گیت پیش کئے اور اپنے آقا کو دل کی گہرائیوں سے اھلاً وسھلاً ومرحبا کہتے ہوئے خوش آمدید کہا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو لوکل صدر جماعت عاطف شہزاد ورک صاحب اور ریجنل امیر مظفر احمد ظفر صاحب اور نمائندہ انتظامیہ شہر کاربن Mr. Phillip von Leonhardi نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

بعد ازاں پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مارکی میں تشریف لے آئے جہاں مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو حافظ احمد بصیر صاحب نے کی۔ بعد ازاں اس کا اردو ترجمہ فرید احمد تبسم صاحب اور جرمن ترجمہ عبدالرفیق صاحب نے پیش کیا۔

امیر جماعت جرمنی کا تعارفی ایڈریس

اس کے بعد مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کرتے ہوئے بتایا:

نویں صدی عیسوی میں کاربن (Karben) شہر کا ذکر ملتا ہے۔ کاربن شہر فرانکفرٹ سے صرف 15 کلومیٹر کے فاصلہ پر شمال میں، ضلع Wetterau میں واقع ہے۔ اس کی آبادی 21 ہزار سے زیادہ ہے۔ اس شہر میں دنیا کے 80 مختلف ممالک کے لوگ آباد ہیں۔ یہ شہر دریائے Nidda کے کنارے آباد ہے۔ ایگریکلچرل علاقہ ہے اور یہاں پر ایگریکلچرل میوزیم بھی قائم ہے۔ اس شہر کا رقبہ 43 مربع کلومیٹر ہے۔

اس شہر میں جماعت احمدیہ کا قیام 1987ء میں ہوا۔ شروع میں چھ خاندان یہاں آ کر آباد ہوئے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی تجنید 150 سے زائد ہے۔

شروع میں مختلف گھروں میں سینٹر بنا کر نمازیں ادا کی جاتی تھیں۔ بعد ازاں نمازوں اور اجلاسات کے لئے ایک چھوٹا سا گھر کرایہ پر لیا گیا جو گزشتہ سال تک استعمال کیا گیا۔ اس کے بعد شہر کے ٹاؤن ہال کے تہ خانہ میں ایک جگہ حاصل کی گئی جو اب نمازوں اور دیگر پروگراموں کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

یہاں کی مقامی جماعت اگرچہ چھوٹی ہے لیکن بڑی فعّال ہے۔ نمائشیں لگاتے ہیں اور تبلیغی پروگرام منعقد کرتے ہیں اور گزشتہ دس سالوں سے، ہر سال باقاعدہ سال نَو کے آغاز میں یکم جنوری کو وقار عمل کرتے ہیں اور شہر کے مختلف حصوں کی صفائی کرتے ہیں۔

19 دسمبر 2013ء کو جماعت کو یہاں مسجد کی تعمیر کے لئے 834 مربع میٹر کا قطعہ زمین حاصل کرنے کی توفیق ملی۔ یہ قطعہ زمین قریباً ایک لاکھ 80 ہزار یورو میں خریدا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مسجد کا نام مسجد صادق رکھا ہے۔ یہاں نماز کے لئے مردوں اور عورتوں کے علیحدہ علیحدہ ہال کے علاوہ دفاتر، کچن اور ایک رہائشی حصہ بھی تعمیر ہوگا۔ مسجد کے گنبد کا قطر 5 میٹر ہوگا جبکہ مینارہ 6 میٹر بلند ہوگا۔

ممبر آف سٹی کونسل کا ایڈریس

امیر صاحب جرمنی کے اس تعارفی ایڈریس کے بعد ممبر آف سٹی کونسل Mr. Phillip Von Deonhardi نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

آج کا دن بڑا اہم دن ہے کہ ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے۔ یہ ایک ایسی تقریب ہے جو روزمرّہ نہیں ہوتی۔ ایسے دن روز روز نہیں آیا کرتے۔ مجھے بحیثیت نمائندہ شہر کاربن اس بات کی بہت خوشی ہے کہ آج مَیں اس اہم تقریب میں شامل ہوں اور مجھے بات کرنے کا موقع مل رہا ہے۔

ہمارا جماعت احمدیہ سے ایک پرانا تعلق ہے اور ہم کوشش کرتے ہیں کہ اس تعلق کو بڑھائیں اور مضبوط کریں اور مجھے امید ہے کہ ہم جماعت احمدیہ کے ساتھ مل کر اس تعلق کو مزید آگے بڑھائیں گے۔ اور ہم مستقبل میں زیادہ مل کر بیٹھیں گے تاکہ یہ مسجد جلد از جلد تعمیر ہو سکے۔ آپ

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں